احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ الشیوخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

جلد 20 شمارہ 10 رمضان ۱۴۲۷ھ اکتوبر 2006ء

حسن ترتیب

www.minhaj.info Info@minhaj.info

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 51-1457 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ 365 ایم ماڈل ٹاؤن
لاہور پاکستان فون UAN: 111-140-140 فیکس 5168184

قیمت فی شمارہ: 15 روپے
سالانہ زرتعاون: 150 روپے

بدل اشتراک
مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید
جنوبی امریکہ در باستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

طابع: میاں مظفر احمد، ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، ادارہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

شر کا ہدف ہوں، خیر کی سوغات دے مجھے
امن و سکوں کے ریشمی لمحات دے مجھے
نورِ حطیم و اسود و میزاب و ملتزم
ابرِ منیٰ و نکہتِ عرفات دے مجھے
صدیوں سے خشک ہیں ندی نالے شعور کے
علم و ہنر کا موسمِ برسات دے مجھے
پتھر کا دور گرچہ ابھی تک محیط ہے
ریشم سے بڑھ کے نرم تو جذبات دے مجھے
دامن لغت کا ہے تہی مفہوم سے ابھی
میں بے نوا ہوں، ذوقِ مناجات دے مجھے
ہر وقت تیری یاد کے جلتے رہیں چراغ
توفیق بندگی کی بھی دن رات دے مجھے
تیری عطا کے نقرئی سکوں سے ہر گھڑی
لبریز ہو جو کاسۂ حاجات دے مجھے
آسودگی کے پھول میں بانٹوں گلی گلی
ایسے بھی، یاخدا، کبھی حالات دے مجھے
یارب! ترے نبیؐ کے غلاموں کا ہوں غلام
لطف و کرم کے ارض و سماوات دے مجھے
حُبِ نبیؐ کی جن میں دھنک پرفشاں ہوئی
اصحاب مصطفیٰ کی وہ عادات دے مجھے
حالِ سفر، سماکا، سنوں جھوم جھوم کر
حورو ملک سے اذنِ ملاقات دے مجھے
دونوں جہاں میں دے مجھے صدقہ حضورؐ کا
نقشِ قدومِ پاک کی خیرات دے مجھے
سردارِ انبیاءؐ کی میں لکھوں گا مدحتیں
یارب! تمام حسن کی آیات دے مجھے
نسبت کی چاندنی مرے گھر میں رہے مقیم
مولا! شعورِ عظمتِ سادات دے مجھے
ہر آئینہ ہے دھند کی چادر میں اس لئے
ریگِ عرب کے چاند سے ذرات دے مجھے
ہے التجا ریاضؔ کی پروردگار سے
دنیا میں مغفرت کی علامات دے مجھے

(ریاضؔ حسین چودھری)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ گھبرا دل مرے اُمید رکھ دن اچھے آئیں گے
سخی آقا بلائیں گے مدینے ہم بھی جائیں گے

مصائب سے بھری دنیا سکوں سے ہے تہی داماں
چلو آقا کے قدموں میں وہیں آرام پائیں گے

سنہری جالیوں کے سامنے دامن کو پھیلا کر
غموں کی داستاں ساری نبیؐ جی کو سنائیں گے

سنہری جالیوں اور سبز گنبد کا بھلا منظر
ہمیشہ کے لئے ہم اپنی آنکھوں میں بسائیں گے

وہی حاجت روا، مشکل کشا، امت کے والی ہیں
یہاں بھی وہ، وہاں بھی وہ، ہر اک دکھ سے بچائیں گے

ابھی کچھ ہے محبت میں کمی، امید ہے اک دن
مدینے کی بہاریں ہم کو بھی آقا دکھائیں گے

وہ دن بھی آئے گا تم دیکھنا طیبہ میں ہمدانیؔ
درِ محبوب پر نعتوں کی محفل ہم سجائیں گے

(انجینئر اشفاق حسین ہمدانی)

وہاں پہنچایا جائے۔ چنانچہ خوش فہم عرب عیسائی جب اپنے ہم مذہب بادشاہوں اور انکے کارندوں کے ہاتھوں ستائے جانے لگے، ان کی عورتوں کی عصمت دری ہونے لگی، ان کا مال لوٹ لیا گیا اور ان کی جانوں کو خطرہ لاحق ہوا تو ایک مرتبہ پھر انہیں اسلامی حکومت میں ہی اپنی اور اپنی نسلوں کی با عزت زندگی کی امید نظر آئی۔ خوشی خوشی جانے والے عیسائی جب روتے پیٹتے واپس آرہے تھے تو رحمت اللعالمین نبی ﷺ کے جانشین نے پھر حکم دیا کہ واپس آنے والوں کو باعزت اور بحفاظت ان کی آبائی جگہوں پر پہنچایا جائے۔ یہ تھا مسلمانوں کا برتاؤ! کیا پوری عیسائی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش کی جاسکتی ہے؟

جہاں تک اپنے نظریات عقائد اور مذہب کو زبردستی پھیلانے کے الزام کا تعلق ہے تو کوئی شخص ایک مثال بھی نہیں دے سکتا جہاں کسی مسلمان حکمران نے کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کو دنیا کے کسی کونے میں تلوار کے زور پر کلمہ پڑھنے کے لئے مجبور کیا ہو۔ کسی مفتوحہ علاقے میں اعلان کیا گیا ہو کہ ''سب اسلام قبول کرلیں ورنہ قتل کردیئے جائیں گے'' اورلوگوں نے مسلمانوں کی تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کرلیا ہو۔ ہاں ایسا ہوا اور بار بار ہوا لیکن۔۔۔ سپین کے مسلمانوں کے ساتھ۔۔۔ جب ان کا سات سو سالہ شاندار عہدِ حکومت ختم ہوا تو لاکھوں مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ یا تو وہ ملک چھوڑ دیں یا پھر عیسائی مذہب قبول کرلیں۔ ایسا ہوا اور اب بھی ہورہا ہے لیکن۔۔۔ بھارت میں مقیم مسلمانوں کے ساتھ۔۔۔ جہاں ایک ہزار سال تک مسلمان حکمران رہے۔ جب اسلامی حکومت کو انگریز کی ساز باز سے ختم کردیا گیا تو کئی بنیاد پرست ہندو تنظیموں نے مسلمانوں کو ہندوستان یا اسلام میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کا بار بار اعلان کیا اور آج بھی یہی صورت حال جاری ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی شرافت اور رواداری دیکھئے کہ جن علاقوں میں صدیوں ان کی حکومتیں قائم رہیں جب ان کا اقتدار ختم ہوا تو سپین میں عیسائی اور بھارت میں ہندو اپنی تمام تر مذہبی آزادیوں کے ساتھ موجود تھے۔ اسلام کی اشاعت میں تلوار کا ذرا سا ہاتھ بھی ہوتا تو ان غیر مسلم قومیتوں کو مسلسل سات سے دس صدیوں تک اپنے دامن میں کیسے پنپنے کی اجازت دیتا؟ مسلمانوں کی تلوار حرکت میں آتی اور وہ سپین کے عیسائیوں اور ہندوستان کے ہندوؤں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کرتے تو یہاں ایک شخص بھی غیر مسلم باقی نہ بچتا۔ تاریخ اور اسلامی تعلیمات کا علم رکھنے والا ہر شخص اس حقیقت سے واقف ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو انسانیت کی بقا کا ضامن ہے۔ لہذا پوپ جیسے موثر افراد کو اپنے منصب، موجودہ تہذیبی تصادم اور بدترین فرقہ پرستانہ جذباتی ماحول کو سامنے رکھ کر بات کرنی چاہئے۔ ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات سے بھڑکنے والی آگ کی لپیٹ میں وہ بیچارے غریب عیسائی بھی آسکتے ہیں جو جگہ جگہ مسلمان اکثریتی معاشروں میں مقیم ہیں۔ انسانی حقوق کے علمبردار اداروں کو اگر دنیا میں واقعتاً امن عزیز ہے تو انہیں چاہئے کہ ایسی فتنہ انگیزیوں پر بھی گہری نظر رکھیں۔ کیونکہ اگر آئندہ بھی اسی طرح کے غیر ذمہ دارانہ رویوں کا اظہار ہوتا رہا تو امن کے لئے کی جانے والی کوششیں بار آور نہیں ہوسکیں گی اور امن عالم ایک مرتبہ پھر ان فتنہ انگیزیوں کی نذر ہوجائے گا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری ان عناصر پر عائد ہوگی جو اعلیٰ ترین مذہبی اور سیاسی منصب پر براجمان ہیں۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

القرآن

ندامت کے آنسو

بخشش و مغفرت کا ذریعہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف (منہاجین)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ. (المائدہ:۸۳)

''اور (یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض سچے عیسائی) جب اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول ﷺ کی طرف اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو اشک بار دیکھتے ہیں (یہ آنسوؤں کا چھلکنا) اس حق کے باعث (ہے) جس کی انہیں معرفت (نصیب) ہوگئی ہے۔ (ساتھ یہ) عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہم (تیرے بھیجے ہوئے حق پر) ایمان لے آئے ہیں سو تو ہمیں (بھی حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے''۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا. (بنی اسرائیل:۱۰۹)

''اور ٹھوڑیوں کے بل گریہ و زاری کرتے ہوئے گرجاتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کے خشوع و خضوع میں مزید اضافہ کرتا چلا جاتا ہے''۔

درج بالا آیات کریمہ میں رب کائنات نے ایسے لوگوں کا بطور خاص ذکر کیا جن کی آنکھیں قرآن کی معرفت کے حصول کے بعد آنسوؤں سے نم ہوجاتی ہیں اور محبت و خشیت الٰہی میں گریہ و زاری کرنا ان کا معمول بن جاتا ہے۔ اللہ کو اپنے ان بندوں سے خصوصی محبت و پیار ہے جو آہ و بکا کرتے ہیں اور اس کے خوف خشیت میں روتے ہیں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں لے لے گا، اس دن (روز قیامت) جس دن اللہ کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ ان سات لوگوں میں وہ شخص نمایاں ہوگا جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں برس پڑیں''۔

گویا ایسے شخص کو سرکار دو عالم ﷺ نے خوشخبری سنائی کہ اس کو قیامت کے دن آنکھوں کی اس نمی کے سبب اللہ تعالیٰ کا سایہ رحمت نصیب ہوگا۔

☆ حضرت ابوعمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ ''دو قطرے ایسے ہیں جن سے بڑھ کر اللہ کو کوئی قطرہ پسند نہیں ہے۔ سن لو پہلا قطرہ وہ ہے جو کسی آنکھ سے آنسو بن کر خشیت الٰہی کی وجہ سے گرے، دوسرا قطرہ اس خون کا ہے جو خدا کی راہ میں کسی مجاہد کا بہہ گیا ہو''۔ (ترمذی)

خوف الٰہی میں ٹپکے آنسو کے قطرے کو حضور ﷺ نے جہاد میں گرنے والے مجاہد کے خون کے قطرے سے

بھی زیادہ اہم بیان فرمایا ہے کہ اللہ کو آنسو کے اس قطرے سے بڑا پیار ہے مگر افسوس کہ آج ہم اس قطرہ خشیت سے محروم ہوگئے، کاش وہ کیفیت بحال ہو اور آنکھیں آنسوؤں سے آشنا ہوجائیں۔

خلوت میں اللہ کو یاد کر کے آنسو بہانے والا شخص روز قیامت اللہ کے سائے میں ہوگا

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کو یاد کیا اور اللہ کی یاد میں اس کی آنکھیں بھر آئیں اور آنسو خشیت الٰہی کے سبب زمین پر گر پڑے۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میری خشیت میں جن آنکھوں سے آنسو ٹپکے ان آنکھوں پر دوزخ کو حرام کردوں گا''۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خشیت الٰہی میں روتی ہے، دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جہاد میں جاگتی رہتی ہے''۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے روایت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اللہ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو گرے اور اللہ اس پر دوزخ کو حرام نہ کردے''۔

☆ حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے دوزخ سے بچنے کا کوئی راستہ بتائیں۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری آنکھ سے خشیت الٰہی میں بہے ہوئے آنسو ہی تمہیں بچاسکتے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے جو آنکھ اللہ کی خشیت میں روتی ہے اس پر کبھی دوزخ کی آگ کا عذاب نہیں ہوگا''۔

☆ امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے۔ ایک کالے رنگ کا شخص آپ ﷺ کے خطاب کے دوران آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تھا۔ حضور ﷺ نے قیامت کی ہولناکیوں اور آخرت کے عذاب کا ذکر کیا وہ شخص رو پڑا۔ حضور ﷺ نے اس روتے ہوئے شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ لوگو سن لو: کوئی مسلمان اگر گناہوں کا بوجھ لیکر جو اگرچہ پہاڑوں کے برابر ہو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو، اللہ اس ایک شخص کی چیخ و پکار اور خشیت الٰہی کی وجہ سے رونے دھونے پر نہ صرف اس کے بلکہ اس کے اردگرد موجود لوگوں کے پہاڑوں جتنے گناہ بخش دیتا ہے۔ ادھر یہ شخص اللہ کے خوف سے رویا ادھر آسمان سے فرشتے اتر آتے ہیں اور اس کا رونا دیکھ کر رونے لگ جاتے ہیں۔ سارے فرشتے رو رو کر یہ دعا کرتے ہیں: مولیٰ تیری خشیت میں آہ و بکا کرنے والے، ان کی شفاعت ان لوگوں کے حق میں قبول کرلے جنہیں رونا نہیں آتا، اس شخص کے رونے نے ان کی شفاعت کردی جو رو نہ سکے۔

☆ امام بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ سرکار دو عالم ﷺ خطاب فرما رہے تھے اور سامنے ایک سیاہ رنگ کا شخص بیٹھا ہو۔ آپ ﷺ نے جب یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةَ. ''لوگو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے''۔ وہ سیاہ رنگ کا شخص یہ سنتے ہی چیخ پڑا، آہ و بکا کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جونہی اس شخص کی چیخ نکلی جبرائیل امین علیہ السلام آگئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا جو شخص چیخ رہا ہے کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص حبشہ سے ہے اور بڑا اچھا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کا رونا دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا ہے کہ میرے محبوب ﷺ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم، امت کو بتائیں کہ جو شخص اس دنیا میں میری خشیت کے سبب جس قدر روئے

گا میں جنت میں اسے اس سے بڑھ کر ہنساؤں گا، دنیا میں میری خشیت میں جو جتنا غمزدہ، دکھی ہوگا، جنت میں اس سے بڑھ کر اسے راحت و آسودگی دوں گا۔ میرے محبوب ﷺ انہیں بتادیں میری محبت میں غم کیا کرو، میری خشیت میں رویا کرو مجھے یاد کرکے تڑپا کرو، مضطرب ہوا کرو، جتنا تڑپو گے اتنا سکون دوں گا، جتنا روؤ گے اتنا ہنساؤں گا، جتنا میری محبت میں دکھ برداشت کرو گے اتنے سُکھ اور آرام عطا کروں گا"۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات پر سرگوشیاں کیں، راز و نیاز کی باتیں کی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس سرگوشی میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سرگوشی یہ بھی تھی کہ میرا قرب چاہنے والوں میں سے اتنا قرب کسی کو نہیں ملتا، جتنا زہد اور ورع اختیار کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں، میری عبادت کرنے والوں میں ایسی عبادت کسی کی نہیں جو آہ و بکا اور گریہ و زاری کرنے والوں کی عبادت ہو، میری خشیت میں گریہ و زاری خود ایسی عبادت ہے کہ کوئی عبادت کرنے والا ایسی عبادت نہیں کرسکتا۔ میری خشیت میں تڑپ تڑپ کے رونے والوں کو بڑے بلند درجے کی اپنی سنگت عطا کروں گا، جہاں آہ و بکا کرنے والوں کو ٹھہراؤں گا اس میں کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا"۔

خوف الٰہی، خشیت الٰہی، آہ و بکا، گریہ و زاری کا فیض بخشش و رحمت اتنی ہے کہ تصور سے باہر ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ

بنی اسرائیل کے حوالے سے حضور ﷺ کی روایت کو حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت انس بن مالک نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کفن چور تھا جو دراصل گورکن تھا (قبر کھودنے والا) اور رات کو جاکر کفن بھی چوری کرتا تھا، بہت گناہگار تھا۔ کوئی ایک عمل اس کے پلے نہ تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، اس نے اپنے سارے بیٹوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میری وصیت پر عمل کرنا کہ جونہی میری موت ہوجائے مجھے جلا دینا، راکھ کردینا، راکھ کو ہواؤں میں اڑا دینا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جلا کے راکھ کردینا، کچھ راکھ پانی میں بہادینا اور کچھ ہواؤں میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا خدا کی قسم وہ (اللہ) تو قادر مطلق ہے اگر اس نے مجھے عذاب دینے کا فیصلہ میرے اعمال پر کرلیا پھر وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جو کائنات میں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ خود ہی اپنے آپ کو جلا کے بکھر جاؤں، یہ کہتے ہوئے وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے بہت رویا اور مرگیا۔ اس کے بیٹوں نے وہی کچھ کیا جو اس کی وصیت تھی۔ اس کے بیٹوں نے اس کو جلادیا اس کی راکھ کو ہواؤں اور پانی میں بکھیر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا جہاں جہاں اس کی خاک بکھر گئی ہے ساری خاک کے ذروں کو اکٹھا کردو۔ راکھ اکٹھی ہوگئی تو حکم دیا کہ کھڑے ہوجاؤ میرے سامنے، اللہ کے حضور کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے بندے بتا جو کچھ تو نے کیا ہے یہ خیال کیوں آیا اور کس شے نے تجھے اکسایا۔ اس شخص نے عرض کیا: باری تعالیٰ میری تباہ کاریاں اور بداعمالیاں تجھے معلوم ہیں، میں نے اپنے گناہ دیکھے تو میں تیرے عذاب سے ڈر گیا پس تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کردیا" یہ خشیت الٰہی پر تحفہ بخشش کی انتہاء ہے۔

اللہ کی محبت اور خوف و خشیت میں رونا اور دیوانگی کی حد تک رونا یہ عمل سارے نامہ اعمال کو پاک اور صاف

کردیتا ہے۔ جن لوگوں نے جو کچھ بھی پایا رونے تڑپنے کی راہ سے پایا۔ غفلت کے پردے کو چاک کرنے کا ایک ہی راستہ ہے وہ عشق و محبت الٰہی اور خوف و خشیت الٰہی ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ

حضرت مالک بن دینارؒ، بصرہ کی گلی سے گزر رہے تھے اچانک دیکھتے ہیں ایک کنیز بڑی جاہ و حشم کے ساتھ چل رہی تھی۔ حضرت مالک بن دینار فقیرانہ لباس میں تھے اس کنیز کو آواز دے کر پوچھا۔ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے، وہ کنیز بڑے عجیب اور تمسخرانہ لہجے میں ہنسی اور کہا اگر میرا مالک مجھے بیچ بھی دے تو کیا تجھ سا فقیر مجھے خریدنے کی سکت رکھتا ہے۔ حضرت مالک بن دینار کہنے لگے تجھ سے بہتر کنیز خرید سکتا ہوں، وہ ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس کو بادشاہ کے پاس لے چلو۔ کنیز نے بادشاہ کو سارا ماجرا سنایا اور بادشاہ کے حکم پر حضرت مالک بن دینار کو بادشاہ کے سامنے پیش کردیا گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر میں اس کنیز کو بیچنے کا ارادہ کروں تو آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں۔ مالک بن دینار کہنے لگے اس کی قیمت کھجور کی سڑی ہوئی دو گھٹلیاں ہی تو ہیں اور کیا ہے۔ میں تو اس سے اعلیٰ کنیزیں بھی خرید سکتا ہوں۔ بادشاہ ہنس پڑا اس نے کہا آپ نے اتنی تھوڑی قیمت کیوں لگائی اور اسے اتنا بے کار کیوں سمجھا۔ حضرت مالک بن دینار نے کہا: اس سودے میں عیب بہت ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کون سے عیب ہیں؟ حضرت مالک بن دینار نے کہا کہ اگر یہ عطر نہ لگائے تو اس سے بو آتی ہے۔ اگر یہ روز منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہوجاتا ہے۔ کنگھی نہ کرے، تیل نہ لگائے تو بال غبار آلود و پراگندہ ہوجاتے ہیں۔ اگر اس کی عمر زیادہ ہوجائے تو تیرے جیسے عاشق اس کو چھوڑ دیتے ہیں، اس میں غلاظتیں بھی ہیں نجاستیں بھی ہیں، اسے رنج و الم بھی پیش آتے ہیں۔ یہ تو چند ایک ظاہری عیوب ہیں، اب باطنی عیب بھی سن لو، یہ بے وفا بھی ہے، آج تیری وفادار ہے کل تو نہیں ہوگا کسی اور کی وفادار ہوگی، اس کو بھی ایسے ہی ملے گی جیسے تجھ سے ملتی ہے۔ اس کا اعتبار نہیں ہے اور میرے پاس اس سے بہتر کنیزیں کم قیمت پر ہیں۔ بادشاہ نے کہا وہ کون سی کنیزیں ہیں۔

حضرت مالک بن دینار کہنے لگے میرے پاس ایسی کنیزیں ہیں جو کافور سے بنی ہیں، زعفران سے بنی ہیں، کستوری اور جوہر نور سے بنی ہیں اور ایسی کنیزیں ہیں کہ اپنا لعاب دہن کھاری پانی میں ڈال دیں تو شہد کی طرح میٹھا ہوجائے، کسی مردے کو اپنا نغمہ سنادیں مردہ زندہ ہوجائے۔ اگر میری ایک کنیز اپنی کلائی سورج کے سامنے کھول دے تو سورج شرمندہ ہوجائے۔ اگر دنیا کی تاریکی پر اس کا حسن ظاہر ہو تو مشرق مغرب تک ساری دنیا روشن ہوجائے، مشک اور زعفران کے باغوں میں پلی ہے اور یاقوت و مرجان کی شاخوں سے پھل توڑ کے کھاتی ہے اور تسنیم کے پانیوں میں نہاتی ہے، بے وفا نہیں ہے، دوستی نبھانے والی ہے۔ بتاؤ تمہاری کنیز اچھی ہے یا میری کنیز اچھی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ کنیزیں تو تمہاری اچھی ہیں لیکن تمہاری کنیزوں کی قیمت کیا ہے۔ حضرت مالک بن دینار نے جواب دیا: بڑی سستی ہیں، صرف رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز اور خدا کی خشیت میں آنسو، دو لمحے رولینا تڑپ لینا۔ میری کنیز تو اتنی قیمت میں دستیاب ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی حالت غیر ہوگئی اپنا شاہانہ لباس پھاڑ دیا تخت سے نیچے اتر آیا، آگے بڑھ کر حضرت مالک بن دینار کو گلے لگالیا، ماتھا چوم لیا اور کہنے لگا بتائیے میرے بچنے کا کیا راستہ ہے؟

فرمایا: جس گھمنڈ میں ہے وہ گھمنڈ ترک کردے، بادشاہ نے اعلان کیا میں سب غلام اور کنیزیں آزاد کرتا ہوں۔ جائیداد اللہ کی راہ میں تقسیم کرتا ہوں، لباس فاخرہ اتاردیا اور ایک موٹا کھردرا کپڑا زیب تن کرلیا، کنیز نے دیکھا تو کہا کہ بادشاہ اگر تیرا یہ حال ہوگیا ہے تو میں نے کہاں جانا ہے، اس نے بھی فاخرانہ پوشاک پھاڑ دی اور موٹا کھردرا

لباس زیب تن کرلیا اور کہا کہ امیری میں ساتھ تھی تو فقیری میں بھی ساتھ رہوں گی۔ جنگل کی طرف نکل گئے، عبادت میں مشغول ہوگئے وہ بادشاہ عارف ہوگیا وہ کنیز عارفہ ہوگئی۔ عمر بھر اتنا روئے کہ زمین ان کے رونے سے بھیگ جاتی اور خشیت الٰہی میں ہی جان دے دی۔

☆ مالک بن دینارؒ کہتے ہیں میں ایک دن بصرہ کے جنگل میں گیا اور وہاں اس زمانے کے کامل ولی اللہ سعدون مجنوں موجود تھے۔ لوگ ان کو پاگل مجنوں کہتے، میں ان کے قریب گیا اور مودب بیٹھ گیا، پوچھا حضرت سعدون کیا حال ہے؟ سعدون مجنوں تڑپ اٹھے، کہنے لگے: اس شخص کا حال مالک بن دینار کیا دریافت کرتے ہو جس کا سفر کرنے کا وقت ہوجائے لیکن سفر کے لئے کچھ تیار نہ ہو، یہ کہہ کر انہوں نے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑے، مالک بن دینارؒ نے کہا آپ لوگوں میں مل جل کر کیوں نہیں رہتے؟ انہوں نے جواب دیا لوگوں سے جتنا ہوسکے الگ رہا کرو اور لوگوں سے دوستی کی بجائے اللہ سے دوستی رکھا کرو، اس کی دوستی سچی دوستی ہے۔ لوگوں کو جتنا آزمالے ان کی دوستی میں کوئی غرض ہوگی، مولیٰ کی دوستی کو جتنا آزمالے اس کی دوستی میں غرض کوئی نہیں، حضرت سعدون مجنوں بصرہ کی گلی کوچوں میں گھومتے تھے، ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے، چلتے چلتے گھر والوں کو آواز دے کر کہتے، موت قریب ہے اور گھر والو موت تمہارے جسموں کو پرانا کردے گی، تمہارا گوشت پوست قبر میں ریزہ ریزہ ہوجائے گا، اس نصیحت کو یاد کرو تاکہ دنیا میں رہتے ہوئے زندگی کی کوئی شے اچھی نہ لگے، رونے کے سوا کچھ اچھا نہ لگے یہ کہہ کر روتے ہوئے بصرہ کی گلی کوچوں میں ہر گھر کے مکینوں کو رلاتے، بڑے لوگوں کو اس نصیحت کی راہ پر لگاتے، اللہ کی محبت اور معرفت کے جام پلاتے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام گیا۔ سرسبز وشاداب باغ سے میرا گزر ہوا میں نے دیکھا کہ سیب کے درخت کے نیچے ایک جوان گریہ وزاری میں مصروف ہے اور نماز وعبادت میں محو ہے۔ میں نے اسے سلام کیا۔ وہ خاموش رہا جواب تک نہیں دے سکا۔ نماز اور عبادت سے فارغ ہوکر انگلی سے دو شعر زمین پر لکھ دیئے۔ ان شعروں کا معنی یہ تھا کہ

''زبان بولنے سے روک دی گئی ہے کیونکہ یہی زبان بڑی آزمائشوں کی غار ہے۔ سب آفتیں اور بلائیں اسی زبان سے جنم لیتی ہیں۔ میں نے اس کو روک رکھا ہے جب بولو صرف اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کے ذکر کو کسی وقت نہ بھولو''۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں میں نے اس جوان کا شعر پڑا اور زارو قطار دیر تک روتا رہا اور رونے کے بعد یہ دو شعر اس کے جواب میں لکھ دیئے۔

''ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں خاک ہوجائے گا مگر جو لکھ گیا وہ نوشتہ باقی رہ جائے گا۔ اس لئے لازم ہے کہ ہاتھ سے بھی وہ کچھ لکھو کہ جسے قیامت کے دن لکھا دیکھ کر خوشی نصیب ہو''۔

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے یہ پیغام لکھا اس جوان نے نگاہ بھر کر پیغام کو پڑھا ایک چیخ ماری، تڑپا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ ملک شام میں ایک جگہ سے خبر ملی کہ پہاڑوں پر کچھ عاشق رہتے ہیں اللہ والوں کی تلاش میں گیا وہاں پہنچا تو ایک لڑکی خدا کے عشق میں مست بے خود ٹاٹ کا لباس، پراگندہ حال اور خشیت میں رو رو کے ہلکان ہورہی ہے میں نے اسے دیکھ کر سلام کیا، اس نے مجھے کہا ذوالنون حیران ہوکر کیا دیکھتے ہو، میں نے کہا بی بی تم نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا: معرفت الٰہی کے چشمے سے پینے والے ہم تو روز ازل سے ایک دوسرے پہچانتے

ہیں کیسے آئے ہو؟ قبل اس کے میں کچھ اس کو کہتا اس خاتون نے مجھ سے کہا: کہ ذوالنون مصری ایک بات تو بتاؤ سخاوت کسے کہتے ہیں؟ حضرت ذوالنون مصری نے کہا: بی بی جو بندہ اپنا سب مال اللہ کی راہ میں لٹادے اور دل تنگ نہ ہو، دل پر بوجھ نہ ہو، سب کچھ لٹا کر خوش رہے اسے سخاوت کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگی: یہ تو دنیا کی سخاوت ہے میں نے تو دین کی سخاوت پوچھی ہے؟ میں نے کہا: کہ دین کی سخاوت یہ ہے کہ بندہ جب اللہ کی اطاعت کرتا ہے، راتوں کو جاگتا ہے، روتا ہے، تڑپتا ہے، اس کی فرقت کی وادیوں میں سرگرداں پھرتا ہے، اس کے عشق و محبت کی آگ میں جلتا ہے، اس کی قربت میں جاکر راز و نیاز کی بات کرتا ہے۔ بالآخر رب ذوالجلال اس کے دل پر تجلی کرتے ہیں اور اپنے حسن کا ایک پردہ اٹھا کر اس کے دل پر تجلی کرتے ہیں وہ وقت ہوتا ہے رب سے جو چاہے مانگ لے، اس کیفیت کو سخاوت ہے۔ جب میں نے یہ بات کہی تو اس خاتون نے عجیب انداز سے قہقہ لگایا اور کہا سوچنا کہیں سخاوت یہ تو نہیں کہ بندہ، مالک اور محبوب کی عمر بھر نوکری کرے، راتوں کو جاگے، گریہ زاری کرے، اطاعت کرے، ریاضت کرے، اطاعت و بندگی میں مداومت کرے اور سب کچھ کر کے اس سے اجرت نہ مانگے، مزدوری نہ مانگے۔ اس نے کہا کہ بیس سال سے اس کیفیت میں ہوں کہ اس لمحے تک پہنچتی ہوں، تجلی میں مسرور ہو کر جب وقتِ عطا ہوتا ہے پوچھا جاتا ہے کہ مزدور اپنی مزدوری اور محنت کی اجرت مانگ لے، جب وہ وقت آتا ہے تو اس کو دیکھ کر شرما جاتی ہوں کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ مزدوری کر کے اپنی اجرت مانگ لی۔ محنت کر کے اجرت مانگتی ہے، مگر میں مانگتی نہیں ہوں فرمایا سخاوت یہ ہے۔ اس لئے جنہوں نے مانگا انہیں اجرت مل گئی اور جو نہیں مانگتے ان کے لئے ارشاد یہ ہوتا ہے انہوں نے مزدوری و محنت کی لیکن اجرت نہیں مانگی، بعضوں نے اجرت مانگی اور اپنی مزدوری کا تعین خود کیا، انہوں نے اجرت و مزدوری مجھ پر چھوڑ دی، مانگی نہیں، حکم ہوتا ہے کہ اس کی اجرت میں نے اپنے پاس سنبھال لی ہے۔

اجرت والوں کو اجرت دینا اور جنہوں نے اپنے مولا کی رضا، اس کی اطاعت، اس کی خشیت، اس کی قربت کی خواہش میں اور ریاضت میں زندگی گزار دی، ان قربت کے متلاشیوں کی کیفیت یہ ہوگی کہ جنت میں اللہ رب العزت سب کو اکٹھا کرلے گا اور اکٹھا کر کے پوچھے گا کیا تم سے جو جو وعدے کئے تھے مل گئے؟ سب کہیں گے باری تعالیٰ مل گئے، کچھ لوگ خاموش کھڑے ہونگے، اللہ فرشتوں کو بھیجے گا ان سے پوچھو! کہ تم چپ چپ کھڑے ہو کیا کوئی وعدہ وفا ہونے سے رہ گیا۔ فرشتے جاکر پوچھیں گے، وہ کہیں گے: باری تعالیٰ سے جاکر عرض کردینا باری تعالیٰ ہم تیرے حور و قصور کے لئے تو نہیں آئے، تیرے باغات کے لئے نہیں آئے، ہم نے جو رو رو کر آنکھوں سے برسات کی تھی، بستر چھوڑے تھے بے آرام ہوئے تھے، دکھ درد سہے تھے، تڑپے تھے تیرے باغات کے لئے نہیں بلکہ ایک وعدہ تیرے محبوب سے سنا تھا وہ ابھی تک نہیں ملا ہم تو تیرے دیدار کے طالب ہیں۔ اللہ پاک فرمائیں گے سب جنتیوں کو اپنے اپنے محلات میں بھیج دو، سب کو بھیج دیا جائے گا تنہا وہ عاشق رہ جائیں گے جو اجرت نہیں مانگتے انہیں قریب بلایا جائے گا اور انہیں قریب بلا کر اللہ اپنے اور ان کے درمیان حائل پردوں کو ختم کردے گا۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں ینظر الیھم وینظر ونه. اللہ پاک پردہ اٹھادے گا ''وہ اس کو تکتے رہیں گے اللہ ان کو تکتا رہے گا'' عاشق تو اللہ کو تکیں گے ہی کیونکہ

خشیت الٰہی میں رونے والے کی مغفرت کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہ صرف اسکی بلکہ محفل میں اس کے اردگرد موجود احباب کی بھی بخشش فرمادیتا ہے

پردہ اٹھایا ہی اس لئے تھا تاکہ حسن لازوال محبوب کا حسن بے نقاب ہوجائے لیکن اللہ پاک بھی ان کی طرف تکتا رہے گا۔

> **غفلت کے پردے کو چاک کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ عشق و محبت الٰہی اور خوف و خشیت الٰہی ہے جس نے جو کچھ بھی پایا اسی راستے سے پایا**

ماہ رمضان المبارک اور خصوصاً آخری عشرہ ہمارے لئے اللہ سے تعلق جوڑنے اور اس کی قربت کے حصول کا ذریعہ ہے کیونکہ ہمارے تعلق اللہ سے ٹوٹ گئے، اب ہم نہ صرف اپنا وطن بھول گئے ہیں بلکہ اس مولا کی دوستی کو بھی بھول گئے ہیں۔ ہم نے دنیا کے عشق و آرام کو اپنے اندر داخل کرلیا۔ ہم اپنی زندگی کا راز بھول گئے ہم خدا کی بارگاہ میں حضوری کے لمحے بھول گئے، مرنے کے بعد اصل راحت و آرام والا وقت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا، ہم دنیا کی لذتوں، حلاوتوں، حرص و ہوس، چاہت، تکبر، انا اور لالچ میں ڈوب چکے اور خدا جانے کس کس شے کے پجاری بن گئے، زندگی کا بھروسہ نہیں ہے ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو کہے کہ میں دنیا میں اتنے سالوں تک زندہ رہوں گا۔ لہذا اپنی زندگی کی ترجیحات بدلیں، اللہ کی خشیت پیدا کریں، اپنے گناہوں پر، اللہ سے دوری پر گریہ و زاری کریں، اس سے بخشش مانگیں، مغفرت مانگیں اس کا لطف وکرم مانگیں اور اللہ کے ساتھ قلب و باطن کی محبت و عشق کا ناطہ جوڑ لیں، اللہ تعالیٰ اس سے ہماری دنیا و آخرت دونوں کو فلاح و کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔

❁❁❁❁❁❁

احادیث

رمضان میں نبوی سخاوت کی روحانی وجوہات

علامہ محمد معراج الاسلام

حضرت عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ، حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. (بخاری)

''حضور نبی مکرم ﷺ، تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کی راتوں میں پہلے سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے جبکہ آپ سے جبریل امین آ کر ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کے مہینے کی ہر رات میں ہوتی تھی۔ پس وہ آ کر بلاناغہ آپ کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ ان دنوں میں خیروبرکت کے ساتھ بھیجی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ کریم وسخی ہوتے تھے۔

روایت حدیث سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد

یہ روایت بڑی ہی معنی خیز، حضرت ابن عباسؓ کے پاکیزہ جذبات کی ترجمان اور حضور نبی مکرم ﷺ کی شان جودوسخا کے بارے میں ان کے لطیف احساسات کی عکاس ہے۔ جن سے آگاہ ہوکر انسان کا ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور روح کیف وسرور سے جھوم اٹھتی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دعائیں دیتی ہے۔ جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کی شانِ جودوسخا اور مقام نوازش وعطا سے پردہ اٹھا کر انہیں مسرت سے جھومنے اور ایمان کو تازگی بخشنے کا موقعہ فراہم کیا۔

اس بیان سے ان حیرت انگیز مشاہدات اور زندگی بھر کے تجربات سے حاصل ہونے والے تاثرات کا اظہار مقصود ہے جو عطا ونوازش کے لافانی اور حیران کن مظاہر دیکھ کر حضرت ابن عباس پر طاری ہوئے اور آپ کو یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور کردیا کہ حضور ﷺ جیسا کوئی سخی نہیں، مثال کے طور پر ایک حدیث کا ذکر بے جا نہیں ہوگا۔

ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَلَقَدْ جَاءَ رَجُلٌ، فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ. فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ: يَاقَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ. (رياض الصالحين: ٢٦٠)

''اسلام کے نام پر، حضور نبی کریم ﷺ سے جس چیز کا سوال کیا جاتا تھا، وہ آپ عطا فرمادیتے تھے۔ ایک آدمی آیا آپ نے اسے بکریوں سے بھری ہوئی وادی بخش دی۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور بولا: اے لوگو! مسلمان

ہو جاؤ! محمد، اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جو تنگدستی سے بالکل نہیں ڈرتا"۔

شب و روز پیش آنے والے اسی قسم کے محیرالعقول واقعات کی روشنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کسی شک و شبہ کے بغیر سب سے زیادہ جواد و کریم، لکھ بخش، داتا، غریب نواز تھے اور آپ کی اس بے نظیر اور منفرد خوبی کو، اپنے پرائے سب تسلیم کرتے تھے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ یہاں اپنے تاثرات کے ذریعے ایک اور چیز بیان کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ کے کرم وسخاوت کی کیفیت یکساں نوعیت کی نہیں تھی اگرچہ جود و عطا کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا، مگر کبھی اس میں سمندر کی طرح تموج پیدا ہو جاتا تھا اور سائل و گداگر اس طرح جھولیاں بھرتے تھے کہ تنگیٔ داماں کا گلہ پیدا ہو جاتا تھا اور علم وعرفان کے پیاسے اس طرح سیراب ہوتے تھے کہ تشنگی کا احساس مٹ جاتا تھا۔ ہر طبقہ، ہر طرح سے مطمئن اور لبریز ہو کر لوٹتا تھا۔ نور و عطا کا ایسا باڑہ بٹتا تھا کہ لینے والے اور دیکھنے والے سب حیران رہ جاتے تھے۔ چنانچہ دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں، ماہ رمضان میں دریائے سخاوت جوش پر ہوتا تھا اور سخاوت اس حد تک بڑھ جاتی تھی کہ بادلوں سے لدی ہوئی ہواؤں کی خیر و برکت بھی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی تھی۔

تلاوت اور قرب اہل اللہ کی روحانی تاثیر

اپنے اس بیان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دوسری بات یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رمضان کے مہینوں میں ایسی کیفیت کیوں پیدا ہو جاتی تھی اور اس کے اسباب کیا تھے؟ اس راز سے آپ نے اس طرح پردہ اٹھایا ہے کہ اس مہینے میں جبرائیل امین آپ کے پاس آتے تھے اور قرآن پاک کا دور کرتے تھے، اس ملاقات اور دور سے جو انکشاف تام، روحانی ارتقاء اور عروج وحضور حاصل ہوتا تھا، وہ آپ کو نعمت گراں مایہ، عام کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ اس لئے آپ فیض لٹاتے تھے اور اسطرح لٹاتے تھے کہ تند و تیز ہوائیں بھی پیچھے رہ جاتی تھیں، یا دامنِ طلب پھیلا کر کھڑی ہو جاتی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ان تاثرات کے اظہار کے لئے یہاں چار جملے ذکر فرمائے ہیں:

۱۔ كَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ. "حضور تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے"۔

۲۔ كَانَ اَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ .

"اور ماہ رمضان میں پہلے سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے جبکہ حضرت جبریل امین آپ سے ملاقات فرماتے تھے"۔

۳۔ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

"پس حضور کریم ﷺ خیر کے ساتھ بھیجی گئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے"۔

۴۔ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ .

"اور جبریل امین، رمضان کے مہینے کی ہر رات میں ملاقات کے لئے آتے تھے اور قرآن پاک کا دور کرتے تھے"۔

پہلے تین جملے، معنوی لحاظ سے مربوط ہیں۔ ان میں سخاوت و عطا کے مختلف درجات بیان کئے گئے ہیں۔ چوتھے جملے میں اس راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ سخاوت میں تموج کیوں پیدا ہو جاتا تھا اور دریائے کرم میں اتنی تیزی اور روانی کیوں آ جاتی تھی، وجہ یہ بتائی ہے کہ اس میں جبریل امین کی معیت زیادہ نصیب ہوتی تھی اور قرآن پاک کی تلاوت اور دور کا موقعہ ملتا تھا۔

ایک سطح بین انسان کو تو بے شک اس ملاقات اور دور قرآن میں کوئی خاص بات نظر نہ آتی ہو، مگر اہل نظر اور صاحب روحانیت جانتے ہیں کہ اہل روحانیت کے قرب میں قرآن پاک کی تلاوت، کیسی کیسی فتوحات عطا کرتی ہے اور رحمت و برکت کے بند دروازوں کو کس طرح کھولتی ہے۔ ان ہی حاصل ہونے والی نعمتوں کے شکرانے کے طور پر، سرکار دو

عالم ﷺ بھی خزانوں کے منہ کھول دیتے تھے اور جو کچھ ہوتا تھا خیرات کر دیتے تھے۔

اس سے یہ بھی تعلیم ملتی ہے کہ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے دل کو کشادنصیب ہوتی ہے۔ لہذا ان کی سنگت کو غنیمت جاننا چاہئے اور جب فتوحات نصیب ہوں تو بخل کرنے کی بجائے، اپنے بھائیوں کو بھی اس میں شریک کرنا چاہئے۔ ہر نعمت پر شکر واجب ہوتا ہے اس لئے یہاں بھی شکر سے گریز نہیں کرنا چاہئے اور سخاوت و خیرات کے دروازے کھول دینے چاہئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید ظاہری اور باطنی نعمتیں نصیب ہوں۔

جود و عطا کا غریب نواز مفہوم

عام خیال یہ ہے کہ صرف مال و دولت اور وہ بھی کثیر مقدار میں خرچ کرنے کو جود کہتے ہیں حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ جود کا اصل مفہوم یہ ہے کہ انسان صرف رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے۔ اس کے علاوہ ''جود'' مال و دولت کے ساتھ بھی خاص نہیں بلکہ علوم و معارف عام کرنے اور حکمت و بصیرت کی معنوی دولت لٹانے کا نام بھی ''جود'' ہے۔ ''جود'' کے لئے مال و دولت کی کثیر مقدار بھی شرط نہیں بلکہ انسان کے پاس موجود کل مال کا اعتبار ہے، اگر ایک کروڑ پتی ایک لاکھ روپیہ خیرات کرتا ہے اور دوسری طرف ایک غریب آدمی ایک روپیہ دیتا ہے تو یہ افضل ہوگا کیونکہ اس کے پاس ایک روپیہ ہی تھا جو اس نے دے دیا، گویا کل مال خیرات کر دیا۔ ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ تھا اس نے دس ہزار روپیہ خرچ کیا، دوسرے کے پاس دس ہزار تھا اس نے کل مال میں سے ایک ہزار خرچ کیا اور تیسرے کے پاس صرف دس روپے تھے اس نے اس میں سے ایک روپیہ خرچ کیا۔ تو ان تینوں کو دسواں حصہ مال خرچ کرنے کا مساوی ثواب ملے گا کیونکہ مال کی مقدار اور کثرت کا اعتبار نہیں، کل مال کا اعتبار ہے۔ ''جود'' کا ایک اور مفہوم بھی ہے جسے انسانوں کے تقابلی مطالعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

انسانوں کا تقابلی مطالعہ

خِست وسخاوت کے حوالے سے انسانوں کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ **ممسک:** اس شخص کو کہتے ہیں جو اس حد تک کنجوس مکھی چوس ہو کہ اپنی دولت کو ہوا تک نہ لگوائے، نہ خود کھائے نہ دوسروں کو کھلائے۔

۲۔ **بخیل:** اس شخص کو کہتے ہیں جسے اپنی ذات عزیز ہو، اپنے آپ پر تو خرچ کرے مگر دوسروں پر خرچ کرتے ہوئے اسے تکلیف ہو۔ کنجوسی، کمینگی اور خِست کی ان دونوں قسموں کے برعکس۔

۳۔ **سخی:** اس شخص کو کہتے ہیں جو دریا دل، کشادہ دست اور فیاض ہو، اپنی کمائی میں ناداروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کو حصہ دار سمجھتا ہو اور کھلے دل سے ان کی امداد کرتا ہو، اس کے علاوہ اپنی ذات پر بھی خرچ کرتا ہو۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں، سخی وہ ہوتا ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

۴۔ **جواد یا اجود:** اس عالی پایہ انسان اور بے مثل سخی کو کہتے ہیں جو سخاوت کرتے ہوئے اپنی ذات کو بھول جائے، دوسروں کو کھلا دے اور عطا کر دے اور خود نہ کھائے۔

حضور نبی کریم ﷺ ایسے ہی اجود اور بے مثل سخی تھے دیکھتے ہی دیکھتے انبار لٹا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا: اگر اُحد پہاڑ سونا بن جائے تو ہم وہ بھی سب راہ خدا میں لٹا دیں اور غروب آفتاب سے پہلے اہل استحقاق میں تقسیم کر دیں۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ دیگر دوستوں کے ہمراہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے اور حضور ﷺ کی دید اور نوازش و عطا کے مزے لوٹ رہے تھے، سرکار ﷺ نے غرباء میں سب کچھ تقسیم فرمادیا۔ دولت کے ڈھیر، لوگوں کے گھروں میں چلے گئے۔ ایک آدمی دیر سے پہنچا، سب کچھ تقسیم ہوچکا تھا۔ گویا ہوا: آقا! غلام در پر حاضر ہے اسے نوازا جائے۔ شانِ کریمی نے گوارا نہ فرمایا کہ اسے مایوس کریں۔ حکم ہوا: فلاں دکان پر چلے جاؤ، جو کچھ لینا ہو، وہاں سے اھار لے لو، بعد میں ادائیگی ہم کردیں گے۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات بڑی عجیب سی لگی، بولے:

یارسول اللہ! خدا تعالیٰ نے آپ کو مکلف نہیں فرمایا کہ لوگوں کو ادھار پر چیزیں لے کر دیں ٹھیک ہے، اگر کچھ موجود نہیں ہے تو معذرت کرلیں جب کچھ آئے گا تو پہلے انہیں دے دیں گے۔ طبع سخا پیشہ اور مزاج کریمانہ پر یہ بات بہت گراں گزری، ناراضگی کے آثار چہرہ انور سے نمایاں ہوگئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر ایک صحابی بہت خوف زدہ ہوئے اور سہم گئے، حضور ﷺ کی ناراضگی کے نتائج سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔ حالات کو قابو میں لانے کے لئے بڑے ادب سے فوراً عرض گزار ہوئے۔

یَارسولُ اللّٰہِ! اَنْفِقْ وَلَاتَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلاَلاً.

''میرے آقا! خوب خرچ کیجئے اور قلت کا بالکل اندیشہ نہ کیجئے۔ عرش والا خود بندوبست فرمادے گا''۔

حسبِ حال اور مزاج کے مطابق یہ بات سن کر حضور کریم ﷺ خوش ہوگئے اور ارشاد فرمایا:

''اسی انداز کی سخاوت کا مجھے حکم دیا گیا ہے''۔

زندگی میں کسی سائل کو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''نہیں ہے'' بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرمادیتے تھے۔ اک لفظ ''نہیں'' ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے۔ امام احمد رضاؒ نے اس حقیقت کبریٰ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

سرکار میں نہ ''لا'' ہے، نہ حاجت ''اگر'' کی ہے

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

مَـــاقَـــالَ ''لَا'' قَـطُّ اِلَّا فِـیْ تَشَهُّـدِہٖ   لَـوْلَا التَّشَهُّـدُ کَـانَـتْ لَاءُہٗ نَـعَـمٗ

''آپ نے تشہد کے سوا کبھی ''لا'' نہیں کہا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو یقیناً ''لا'' کی جگہ ''نعم'' فرماتے''۔

ایک فارسی شاعر نے اسے یوں نظم کیا ہے:

نرفت ''لا'' بزبان مبارکش ہرگز   مگر بـاشـهـد ان لا الـــه الا الـلـــه

❀❀❀❀❀❀❀

محترم تنویر گلزار صدر MYL اور محترم شیخ ساجد فیاض نائب صدر MYL فرانس کیلئے گولڈ میڈل کا اعلان

گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے محترم تنویر گلزار صدر MYL اور محترم شیخ ساجد فیاض نائب صدر MYL فرانس کو انکی غیر معمولی خدمات پر گولڈ میڈل دینے کا اعلان فرمایا۔ ہم انہیں اس اعزاز پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ محترم تنویر گلزار عرصہ 3 سال سے یوتھ لیگ میں احسن طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ محترم ساجد فیاض کو منہاج انٹرنیٹ بیورو میں غیر معمولی کارکردگی کی بناء پر گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا۔

تعلیماتِ قادریہ

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

یہ اسلام کی تعلیمات کی جامعیت ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ظاہر و باطن کی ہمہ جہت اصلاح اسلامی تعلیمات کا مطمع نظر ہے۔ظاہر کی اصلاح کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح کا کام صوفیاء کرام انجام دیتے رہے۔ طبقہ صوفیا میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اس شان امتیاز کے حامل ہیں کہ آپ کا طریق تربیت نہ صرف نادر، متوجہ بہدف اور منزل آفریں ہے بلکہ روحانیت اسلام کی برکات کا آفاقی امین بھی ہے۔ اصلاح نفس کے باب میں جس گہرائی، دقت نظری اور کمال بصیرت کا مظاہرہ ہمیں غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاں ملتا ہے اس کی نظیر پورے طبقہ صوفیا میں نظر نہیں آتی۔ آپ کی نگاہ رسا نے نفس کی باریکیوں کا ایسا جامع احاطہ کیا ہے کہ راہ حق سے انحراف کا معمولی امکان بھی باقی نہیں رہتا، بشرطیکہ آپ کے طریق تربیت کو سمجھ کر اختیار کیا جائے۔

نفس کا ہر حربہ ہی سالک کے لئے جانگسل اور آزمائش ہوتا ہے مگر حضرت غوث اعظم کے ہاں نفس کا ہر مکر سالک کے لئے پسماندگی کی بجائے پیش قدمی کا باعث بنتا ہے۔ نفس کے وہ احوال جہاں دیگر سالکین طریقت معرض ابتلا میں ہوتے ہیں آپ انہی احوال کو ''ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو'' کے مصداق قلب ونظر کے اعلیٰ احوال کے حصول کے لئے مصرف میں لے آتے ہیں۔ اس باب میں اپنے مجاہدات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں؛

''پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض ابھی باقی ہیں۔ اور اس کی خواہش ابھی زندہ ہے اور اس کا شیطان سرکش ہے۔تو سال بھر تک میں نے اسکی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اس کی خواہش مرگئی اور اس کا شیطان مسلمان ہوگیا۔ اور اب اس میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا۔ اور اب میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہوگیا۔ اب میری ہستی مجھ سے الگ ہوگئی۔تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو میں توکل کے دروازے پر آیا تا کہ میں توکل کے دروازے سے اپنے مقصود کو پہنچوں۔ میں نے دیکھا کہ توکل کے دروازے پر بہت بڑا ہجوم ہے۔ اس ہجوم کو پھاڑ کر میں نکل گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا اور مجھے اس دروازے پر بھی ایک بہت بڑا ہجوم ملا جسے پھاڑ کر میں اندر چلا گیا۔

اس کے بعد میں فنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی ایک بڑا ہجوم ملا جسے پھاڑ کر مشاہدہ کے دروازے پر آیا تا کہ اس سے اپنے مقصود کو حاصل کروں۔ یہاں بھی مجھے ایک بہت بڑا ہجوم ملا اسے پھاڑ کر میں اندر چلا گیا اور فقر کے دروازے پر آیا تو اس کے دروازے کو خالی پایا۔ میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب کی سب یہاں موجود تھیں........ یہاں آکر اپنی زیست کو میں نے مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دا جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہوگئی۔''

آپ اپنے اس حال کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرماتے ہیں:

موافقتی بالقدر اوصلنی الی القادر ''تقدیر کے ساتھ موافقت نے مجھے قادر تک پہنچا دیا۔''

اپنی ہستی کو مٹا دینے کے طریق کے بارے میں شاہ ولی اللہ 'ہمعات' میں فرماتے ہیں:

''جب سالک اپنے اندر ایک حد تک بے نشانی یا بے رنگی کی حقیقت پالے تو اس کے سامنے دو راہیں کھلتی ہیں۔ ایک جذب کی راہ اور دوسری سلوک کی راہ۔ اس مقام پر مرشد کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو سالک کو جذب کے راستے پر چلائے اور اگر چاہے تو اسے سلوک کے راستے پر ڈال دے۔ اس میں شک نہیں کہ تمام اکابر مشائخ کے نزدیک صاحب جذب کو صاحب سلوک پر ترجیح حاصل ہے۔''

حضرت غوث اعظم صرف نظری تا تصوری نہیں بلکہ عملی اور مشاہداتی شواہد کی بنا پر بیان فرماتے ہیں کہ تمام علائق کی نفی کر کے فقر تک رسائی کوئی جہد لاحاصل ہرگز نہیں بلکہ ایک ارذل شے کے بدلے اعلیٰ اور اکمل شے کا حصول ہے۔ جیسا کہ آپ نے مقام فقر پر آ کر دیکھا کہ وہ تمام چیزیں جنہیں وہ مرحلہ وار ترک کرتے گئے تھے مقام فقر میں سب کی سب موجود تھیں۔ مگر اس حسن مآب مقام کا حصول نفسی اوصاف کی مکمل محویت کے بغیر ممکن نہیں۔ مزید برآں ان منازل کو طے کرنے کے لئے آپ کو صبر و استقامت کے طویل اور جانگسل مراحل سے گزرنا پڑا۔ آپ فرماتے ہیں:

''جب مجھ پر مصائب و آلام زیادہ آنے لگتے تو میں آیہ مبارکہ ''فان مع العسر یسرا...'' پڑھتا اور طالبعلمی میں اکثر میرے جسم پر صوف کا جبہ اور سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا اور میری خوراک وہی ساگ سبزی ہوتی جو مجھے دجلہ کے کنارے ملا کرتی۔ میں اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں میں ڈالتا اور اکثر میری یہ حالت ہوجاتی کہ مجھ میں اور مردے میں کوئی تمیز نہ رہتی۔ لوگ کفن لے آتے اور غسال کو بلوا کر مجھے نہلانے کے لیے تخت پر رکھ دیتے حتی کہ میری حالت درست ہو جاتی۔''

آپ کے کردار کی یہی قوت تھی کہ آپ نے اس دور زوال میں جب ہر طرف اخلاقی زوال اور ملی انحطاط کے بحران کا تسلط تھا ملت کو پھر سے حیات نو عطا کی اور تاریخ نے آپ کو محی الدین کے لقب سے نوازا۔ کیونکہ آپ نے اصلاح نفس اور تعمیر کردار کے فکر کی اساس ''نیت کی کمال اصلاح'' کو قرار دیا۔ نیت اگر صداقت پر مبنی ہو تو یہ انسان کو ایسا حال عطا کرتی ہے کہ وہ اپنی صداقت میں مستقل مزاج رہتا ہے اور اگر نیت یعنی اعمال کے بطن کے اندر خرابی اور فساد پنہاں ہو تو اس سے صالح نتائج کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ ایف ایم الیگزینڈر نے تو یہاں تک کہا کہ حصول مقاصد کے لئے راست فکر و اصلاح کے بغیر جدوجہد ذہنی و جسمانی فساد کا باعث بنتی ہے، وہ طبعی اثر انسانی حرام مغز (Spinal Chord) تک پر پڑتا ہے اور انجام کار دماغی و فکری اختلال کا باعث بنتا ہے۔ الیگزنڈر کے متعارف کردہ اس شعوری عمل (Conscience Coordination Technique) کو نفسی طریق علاج کے طور پر بھی برتا جاتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم کی تعلیمات سے ظاہر ہے کہ آج کی نفسیات کی دریافت مسلمان صوفیاء کے ہاں بہت پہلے سے ایک زندہ تعلیم کے طور پر موجود ہے۔ اور حضرت غوث اعظم کی تعلیم آپ کے وابستگان کو اس منزل تک پہنچانے کی امین ہے جس کی طرف آپ نے یوں اشارہ فرمایا:

مریدی ھم و طب واشطح وغنی — وافعل ما تشا فالاسم عال

''اے میرے مرید تو خوش ہو جا اور ہر غم والم سے دور ہوتے ہوئے سراپا مسرت بن جا اور جو تیرا جی چاہے کر کہ میرا نام بلند ہے۔'' ☆☆☆☆☆☆

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

اعتکاف کی شرعی حیثیت

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: قرآن وسنت کے حوالے سے اعتکاف کی شرعی حیثیت کیا ہے وضاحت فرمایئے اور یہ بھی بتایئے کہ اجتماعی طور پر اعتکاف بیٹھنے کی بابت فقہاء کرام کا کیا مؤقف ہے۔ (محمد مشتاق۔ لاہور)

جواب: سب سے پہلے اعتکاف کی لغوی تحقیق ذیل میں پیش کی جا رہی ہے جس کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

لغوی تحقیق: یقال لمن لازم المسجد و اقام علی العبادۃ فیہ' عاکف و معتکف. (لسان العرب ابن منظور ۹: ۳۴۰)

جو کوئی مسجد میں ڈیرا لگالے اور عبادت میں مصروف رہے اُسے عاکف اور معتکف، کہتے ہیں یعنی اعتکاف کرنے والا۔

☆ کسی چیز پر متوجہ ہونا اور اس کی تعظیم کی خاطر اس سے لگ جانا۔ شریعت میں اعتکاف کا مطلب ہے اپنے آپ کو خدا کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد میں مقید کر دینا۔'' (مفردات راغب' ص ۳۴۲)

قرآن کریم کی روشنی میں

☆ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْناً. وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى. وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ. (البقرہ' ۲: ۱۲۵)

''اور یاد کرو! جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے کا مرکز اور جائے امن بنایا اور بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید کی کہ میرا گھر پاک رکھو! طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں' رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے۔''

☆ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ.

''اُن (بیویوں) کے قریب قربت کیلئے مت جاؤ! جب مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو۔''

حدیثِ پاک کی روشنی میں

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں'' ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الا واخر من رمضان حتیٰ توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ''

''نبی کریم ﷺ رمضان مبارک کے آخری دس دن اعتکاف بیٹھتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر آپ کے بعد (بھی) آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی رہیں۔'' (بخاری و مسلم)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور علیہ السلام اعتکاف بیٹھے ہوتے۔

ادنی الیّ رأسه وهو فی المسجد فارجله و کان لا یدخل البیت الا لحاجة الانسان.
"میری طرف اپنا سر مبارک قریب کرتے اور خود مسجد میں تشریف فرما ہوتے پھر میں حضور ﷺ کی کنگھی کرتی اورانسانی ضرورت کے بغیر گھر تشریف نہ لاتے"۔ (متفق علیه)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی

کنت نذرت فی الجاهلية ان اعتکف ليلة فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرک. (متفق عليه)
"میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی' فرمایا تو اپنی نذر پوری کر"۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے' ایک سال نہ بیٹھے۔

" فلما کان العام المقبل اعتکف عشرين" اگلا سال آیا تو بیس دن اعتکاف فرمایا" (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"کان النبی ﷺ يعود المريض وهو معتكف فيمر كما هو فلا يعرج يسال عنه" (ابو داؤد' ابن ماجه)
"نبی کریم ﷺ حالتِ اعتکاف میں بیمار کی بیمار پرسی گذرتے گذرتے فرماتے' ٹھہرا نہیں کرتے تھے"۔

☆ ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ اعتکاف والے کیلئے مسنون یہ ہے کہ بیمار کی بیمار پرسی (ٹھہر کر) نہ کرے جنازے پر نہ جائے بیوی کو شہوت سے نہ چھوئے نہ اس سے مباشرت کرے اور ضروری حاجت کے علاوہ باہر نہ نکلے اور روزے کے بغیر اعتکاف (مسنون) نہیں اور مسجدِ جماعت کے سوا کوئی اعتکاف نہیں"۔ (ابوداؤد)

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھتے تو آپ کیلئے ستون توبہ (جہاں ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی) کے پیچھے بستر بچھا دیا جاتا"۔ (ابن ماجہ)

اعتکاف میں بلا ضرورت مسجد سے باہر جانا

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک معتکف ایک لمحہ کیلئے بھی بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلا تو اس کا اعتکاف جاتا رہا۔ قیاس یہی ہے کیونکہ اعتکاف مسجد میں ٹھہرنے کا نام ہے۔

والخروج مفوّت له فكان القليل والكثير سواء كالا كل فی الصوم والحدث فی الطهارة.
"اور باہر نکلنا اسے ختم کر دیتا ہے' اس میں کم اور زیادہ برابر ہے۔ جیسے روزے میں کھانا اور وضو میں حدث"۔
صاحبین نے کہا جب تک مسجد سے باہر آدھے دن سے زائد وقت نہ گزرے اعتکاف نہیں ٹوٹتا" اور استحسان کا تقاضا یہی ہے۔" (ہدایہ مع فتح القدیر' ۲:۳۱۱)

☆ وصعود المئذنة ان كان بابها من خارج المسجد لا يفسد فی ظاهر الرواية.
اذان کے چبوترے کا دروازہ اگر مسجد سے باہر ہے اور معتکف اذان دینے کیلئے باہر سے ہو کر مینار پر چڑھ گیا تو ظاہر روایت کے مطابق اعتکاف نہیں ٹوٹتا"۔ (فتح القدیر' ۲:۳۱۱)

"یخرج لاداء الشهادة" گواہی دینے کیلئے بھی جائے تو اعتکاف سے باہر جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

ضرورت کے پیش نظر کچھ وقت کیلئے باہر نکلنا

فعلم ان القليل عفو فجعلنا الفاصل بينه وبين الكثير اقل من اكثر اليوم او الليلة لان مقابل الاکثر

یکون قلیلا بالنسبة الیه .

تو معلوم ہوا کہ تھوڑے وقت کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا معاف ہے۔ پس ہم نے کم اور زیادہ میں فاصلہ یہ رکھا ہے کہ رات یادن کے زیادہ حصہ سے کم ہے تو کم اور زائد ہے تو زائد۔ اسلئے کہ زیادہ کے مقابلہ میں اس کی نسبت سے کم ہی آتا ہے۔ (فتح القدیر ۲:۳۱۱)

مبسوط میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول قیاس سے قریب تر اور صاحبین کا قول رعایت ووسعت سے قریب تر ہے۔ امام محمد نے فرمایا تھوڑے وقت کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا معاف ہے تا کہ حرج وتنگی پیدا نہ ہو۔ خواہ اس کی زیادہ ضرورت نہ پڑے مثلاً کوئی شخص قضائے حاجت کیلئے نکلتا ہے تو اسے تیز چلنے کا حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ آرام وسکون سے چل سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے وقت کیلئے باہر نکلنا معاف ہے ہاں زیادہ نکلنا معاف نہیں۔ پس ہم نے حد فاصل رات اور دن کا اکثر حصہ مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم نے رمضان کے روزے کی نیت کے بارے میں کہا۔ پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طواف کا رکن مسجد میں ٹھہرنا ہے اور باہر نکلنا اس کے خلاف ہے۔ پس اس سے رکنِ عبادت ختم ہوگا' اس میں کم یا زیادہ برابر ہے جیسا کہ روزے میں کھانا اور طہارت میں حدث'' (ایضاً)

معمولی چیز بیچنے کیلئے لانا

☆ ان احضار الثمن والمبیع الذی لا یشغل المسجد جائز. (ردالمختار شامی' ۲ : ۴۴۹)

قیمت اور وہ سودا جو مسجد کو مشغول نہ کرے' مسجد میں لانا جائز ہے۔''

افاد اطلاقہ ان احضار ما یشتریہ لیا کلہ مکروہ ' وینبغی عدم الکراھة کمالا یخفیٰ ای لان احضارہ ضروری لاجل الاکل ولا نہ لا شغل بہ لانہ یسیر.

صاحب درالمختار کا مطلقاً یہ کہنا کہ کھانے کی چیز خریدنے کیلئے حاضر کرنا مکروہ ہے' اسے مکروہ نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ واضح ہے کیونکہ اس کا حاضر کرنا کھانے کی ضرورت کی بنا پر ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان مشغول نہیں ہوجاتا کیونکہ یہ معمولی بات ہے۔ (شامی' ۲:۴۴۹ احکام القرآن للجصاص' ۱:۲۴۸)

☆ امام علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی م ۵۸۶ ھ فرماتے ہیں :

''معتکف کیلئے جائز ہے بیچنا' خریدنا' نکاح کرنا' طلاق سے رجوع کرنا' لباس بدلنا' خوشبو لگانا' تیل لگانا' کھانا پینا' غروب آفتاب سے صبح صادق تک۔ جو چاہے باتیں کرے ہاں گناہ کی بات نہ ہو۔ مسجد میں سوئے' بیچنے خریدنے سے مراد ہے زبانی لین دین۔ یہ نہیں کہ سامان تجارت اٹھا کر مسجد میں لے آئے کیونکہ یہ مسجد کی وجہ سے منع ہے کہ اس سے تو مسجد منڈی بن جائے گی۔ اعتکاف کی وجہ سے کاروبار منع نہیں۔'' (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ۲:۱۱۷)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے جعفر بن عقیل سے فرمایا تم نے خادم خریدا ؟ انہوں نے کہا کنت معتکفاً' میں اعتکاف بیٹھا تھا۔ فرمایا ماذا علیک لو اشتریت '' خرید لیتے تو کیا حرج تھی؟'' اشار الیٰ جواز الشراء فی المسجد'' مسجد میں خرید وفروخت کے جواز کی طرف اشارہ فرما دیا۔'' (ایضاً)

اما الحدیث محمول علیٰ اتخاذ المساجد متاجرا کا السوق یباع فیھا وتنقل الا متعة الیھا ویحمل علی الندب والاستحباب تو فیقا بین الد لائل بقدر الامکان.

''رہی وہ حدیث پاک جس میں مسجدوں میں خرید وفروخت سے منع فرمایا گیا ہے' وہ اس صورت میں ہے کہ مسجدوں کو منڈی' بازار بنا لیا جائے کہ لین دین ہو رہا ہے' مال تجارت ان کی طرف لایا جائے۔ اس فرمان کو مستحب کا درجہ

دیا جائے گا تا کہ دلائل میں ممکنہ حد تک موافقت پیدا ہو"۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ۲: ۳۱۲ عالمگیری ۱: ۲۱۳)

مقصد دین آسانی ہے

قرآن کریم میں اعلان فرمایا گیا۔ مَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ. اس نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ ۲۲: ۷۸

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا. (بخاری ۱: ۱۶)

"آسانیاں پیدا کیا کرو، سختیاں مت پیدا کرو اور خوشخبریاں سنایا کرو! نفرت مت پیدا کرو!"

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نماز میں قرأت لمبی کرنا چاہتا ہوں۔

"فاسمع بكاء الصبي فاخفف من شدة وجد امه به" (مسلم ۱: ۱۸۸)

"پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو قرأت مختصر کر دیتا ہوں کہ ماں بچے کی آواز سنکر پریشان نہ ہوجائے"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. (البقرہ، ۲: ۱۸۵) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

خلاصہ کلام:

اسلام، دینِ فطرت ہے، احکام شرع کی بنیاد سختی و دشواری پر نہیں بلکہ آسانی اور سہولت پر رکھی گئی ہے۔ جس حکم کی تصریح قرآن وسنت یا اجماع امت میں نہ ملے، وہاں لامحالہ قیاس و اجتہاد پر عمل ہوگا یا استحسان پر عمل ہوگا۔ جب یہ مرحلہ آئے گا تو فقہاء و مجتہدین اپنی اپنی فراست و بصیرت کو کامل خدا خوفی اور احساسِ ذمہ داری سے استعمال کریں گے۔ جیسا کہ قرآن وسنت کی واضح ہدایات ہیں۔ سوچ سوچ میں فرق ہوتا ہے تو نتائج بھی لامحالہ مختلف ہونگے اور ان اختلافات کی صورت میں امت کیلئے عمل کی ایک سے زائد راہیں کھلیں گے۔ ذہنوں میں وسعت اور عمل میں سہولت پیدا ہوگی۔ انسانی فکر ارتقا پذیر ہے، اس کو جلا ملے گی۔

ہم نے اعتکاف کی تمام تفصیل قرآن وسنت اور فقہائے امت کی تحقیقات کی روشنی میں بلا کم و کاست پیش کر دی ہے۔ ہم اس مسئلہ میں نہ اس شدت کے قائل ہیں جو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کمال احتیاط سے اختیار فرمائی اور نہ اتنی تخفیف کے، کہ آدھے دن سے کم وقت باہر گذارے تو اعتکاف محفوظ اور زیادہ گذارے تو اعتکاف ختم جیسا کہ صاحبین کا مذہب ہے۔

اگر اذان دینے کے چبوترے کا دروازہ مسجد سے باہر ہے اور معتکف اذان دینے کیلئے اس پر چڑھتا ہے تو لامحالہ اسے مسجد سے باہر جانا پڑا مگر اس سے بالاتفاق موذن کا اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

جامع المنہاج بغداد ٹاؤن لاہور مرکز میں گذشتہ کئی سالوں سے متعلقین و متوسلین، ملک اور بیرون ملک سے کثیر تعداد میں، رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بڑے ذوق و اہتمام سے اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ہر سال بفضلہ تعالیٰ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر سال وسعتِ تعمیرات تنگیٔ داماں کی شاکی رہتی ہے۔ اہل ایمان و تقویٰ اس اہتمام و انصرام پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور اس روز افزوں ترقی پر اللہ پاک کے حضور سر بسجود ہیں کہ اس دور میں ان کو تعلیم و تربیت اور تزکیہ کا ایک مثالی و تربیتی مرکز مل گیا ہے۔ جہاں وہ وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر قلبی سکون پاتے ہیں۔ بالخصوص رمضان المبارک کے آخری عشرہ اعتکاف میں تو یہاں اہلِ ایمان کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود ہوتا ہے۔ ملک اور بیرونی دنیا کے کونے کونے سے ایمانی بالیدگی، روحانی ذوق و سکون اور ذہنی تعلیم و تربیت کے پیاسے اور سطوت ماضی کے متلاشی، اپنی مطلوب و محبوب دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

کیا صرف اعتکاف ہی مقصد ہے؟

بات صرف اعتکاف کی ہو تو ہر مسجد میں بیٹھ سکتے ہیں مگر ایک باقاعدہ نظام الاوقات کے تحت، تہجد، نماز پنجگانہ، چاشت، اشراق، درود وسلام، تلاوت، قصیدہ بردہ ودیگر حمد ونعت خوانی، دروس ہائے قرآن وحدیث وفقہ مثنوی، علمی عملی تربیتی لیکچرز اور عملی تربیت، خوف خدا، فکر آخرت، خدا و رسول ﷺ کی محبت کی شمع دلوں میں فروزاں کرنا، جدید ترین علمی و روحانی پیچیدگیوں کا قرآن وسنت اور عقل سلیم کی روشنی میں تسلی بخش حل بتانا، اولیاء، علماء، صوفیاء اور ائمہ دین کی صحبت و زیارت اور ان سے مسلسل فیوض و برکات حاصل کرنا، قرآن و سنت اور فقہ (قانون) کی بیش بہا معلومات اور پیش آمدہ مسائل کا اطمینان بخش حل اس اجتماعی اعتکاف کی منفرد خصوصیات میں سے ہیں۔ یہاں عقائد، اعمال، سائنس، تاریخ، سیاسیات، معاشیات سے متعلق ذہنی الجھنوں کو سلجھایا جاتا ہے۔ ذکر اور درود وسلام، گریہ وزاری، توبہ و استغفار، ذوق عبادت کی زبانی ہی نہیں عملی مشق کروائی جاتی ہے۔ یوں چند دنوں کی محنت سے سالہا سال کے زنگ قلوب واذہان سے صاف ہو جاتے ہیں اور اللہ ورسول ﷺ کی محبت اور فکر آخرت کی روشنی پیدا ہوجاتی ہے۔ چند دن کے فیوض و برکات کی رحمت و برکت، تعلیم و تربیت اور ذوق وشوق کے وہ نقوش قلب و ذہن پر منقش ہوجاتے ہیں جن سے قلب و ذہن کے آئینے ان شاء اللہ ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ ہر مسجد میں یہ سب کچھ کہاں میسر ہے۔ قابل احترام معترضین سے ہماری یہی گذارش رہیگی کہ......

اُن کی محفل میں بیٹھ کر دیکھو! زندگی کتنی حسین ہوتی ہے

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ (حرمین شریفین) اور مسجد اقصیٰ و مسجد قباء وغیرہ سے کوئی تقابل نہیں۔ باقی تمام دنیا میں گھوم پھر کر بتاؤ کسی اور جگہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اعتکاف بیٹھتے ہیں؟ ہرگز نہیں وجوہات ہم نے ذکر کردی ہیں۔

ایک ضروری وضاحت

بعض حضرات یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ منہاج القرآن کی مسجد سے باہر خیموں اور ملحقہ کمروں میں جو لوگ اعتکاف بیٹھتے ہیں وہ چونکہ مسجد سے باہر ہیں لہٰذا ان کا اعتکاف نہیں ہوتا، جس کی ذمہ داری منہاج القرآن کی انتظامیہ پر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اصل اعتکاف تو مسجد میں ہی ہوتا ہے لیکن معتکفین کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ مسجد میں سما نہیں سکتے۔ لامحالہ ملحقہ درسگاہیں بلکہ رہائش گاہیں یعنی طلبہ کے رہائشی ہاسٹلز اور مسجد سے باہر کا تمام میدان بھی خیمے لگا کر مسجد قرار دے دیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے دنیا کی اکثر دینی جامعات کہ ان سے ملحقہ عمارات بطور درسگاہیں بھی استعمال ہوتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر بطور مسجد بھی استعمال ہوتی ہے بلکہ عام مساجد بھی جمعہ، اجتماعات اور عیدین کے موقع پر جب نمازیوں سے بھر جاتی ہیں تو ملحقہ راستوں، سڑکوں اور خالی پلاٹوں میں بھی صفیں بن جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

فضلت علی الانبیاء بستّ اعطیت جامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون.

''مجھے دوسرے نبیوں پر چھ فضائل خصوصی طور پر عطاء ہوئے۔ مجھے جامع کلمات عطا ہوئے (ایک دو لفظوں میں بہت زیادہ مفہوم ادا کیا جاتا ہے) مجھے رعب دیکر میری مدد فرمائی گئی۔ میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی اور پاک فرمائی گئی اور مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور میرے ذریعے سلسلہ نبوت ختم ہوا۔'' (مسلم)

پس ایسی صورت میں مسجد سے ملحق تمام وہ جگہ جہاں جہاں نمازی صفیں بناتے ہیں مسجد بن جاتی ہے اور ہر نمازی کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

منہاج القرآن میں بھی جب کرم کی خصوصی بارش ہوتی ہے اور جب ہزاروں بلکہ لاکھوں کے اجتماعات ہوتے ہیں تو ظاہر ہے ہر نمازی مسجد میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔ پس اس مجبوری کی صورت میں جہاں جہاں معتکفین کیلئے توسیعی رہائشیں مسجد کی اطراف میں بنتی ہیں وہ سب مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہیں۔ لہٰذا وہاں گھومنا پھرنا اعتکاف کی حالت میں بالکل جائز ہے اور اس میں کوئی خلل نہیں آتا۔ دوسری طرف یہ توسیع دراصل بامر مجبوری' عارضی ہوتی ہے لہٰذا ملحقہ عمارات وخیمہ جات باقاعدہ مسجد نہیں اسلئے معتکفین کی ضروریات' کھانا پینا' دینی لٹریچر کتب کیسٹ وغیرہ کی اس خطے میں خرید وفروخت جائز ہے۔ یونہی کھانے پینے کی اشیاء بھی مخصوص جگہ میں خریدنا بیچنا جائز ہے۔ (شامی' ۲:۴۴۹)

یہ تمام اہتمام دراصل اعتکاف ہی کی بنا پر ہے اور معتکفین کی ہی ضرورت وسہولت کی خاطر ہوتا ہے۔ یہ کوئی عام منڈی و بازار نہیں بن جاتا جس کی ممانعت ہے۔ یہ تمام صورت حال' نہ ہر جگہ ہے نہ تھی اور نہ ہوگی۔ یہ تو کچھ خوش قسمت جگہ ہوتی ہے جہاں ایک اعتکاف ِ سنت ونفل کے ضمن میں مسلمانوں کو اتنی ساری برکتیں' سعادتیں اور روحانی کیفیتیں ایک مرکز سے میسر ہوجاتی ہیں۔ یہ مرکز ِ فیض مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے عالمگیر مرکز ِ فیض کا ہی مرہون منت ہے...... صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنھم کے مراکز فیض سے فیضیاب ہے...... بغداد' اجمیر' دہلی' لاہور' بخارا' کوفہ' نجف اور سرہند و بریلی کے مراکز سے فیضیاب ہے...... یہ مرکز ِ فیض قرآن' سنت' آثار' اسلاف ِ فقہ و قانون' تصوف ِ اسلام کے فیض سے فیضیاب ہے۔ یہاں کالج' یونیورسٹی' دارالعلوم' جامعہ اور خانقاہ کی نورانی شعاعیں یکجا ہوتی ہیں۔ یہاں کسی پر طعن وطنز نہیں ہوتا ہے بلکہ شکستہ دلوں پر مرہم رکھی جاتی ہے۔ ❁❁❁❁❁❁❁

وظائف و اوراد

معزز قارئین! تحریک منہاج القرآن دورحاضر میں اصلاح احوال اور احیائے اسلام کی عظیم علمی، فکری اور روحانی تحریک ہے۔ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جملہ مسلمانوں کے لئے خیرخواہی، نفع بخشی اور فیض رسانی کے عمل مسنون میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ بہت سارے احباب شیخ الاسلام سے اپنے روحانی معاملات اور ظاہر وباطن کے امراض کی دوری کے لئے رہنمائی طلب کرتے رہتے ہیں مگر حد درجہ مصروفیات کی بناء پر ہر طالب کے مسئلے کا جواب دینا ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا شیخ الاسلام کی ہدایات کے مطابق احباب کے مسائل کے حل کے لئے روحانی وظائف و اوراد کے عنوان سے ماہنامہ منہاج القرآن میں یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ آپ بھی اپنے روحانی مسائل کے حل اور ظاہر وباطن کی امراض کی دوری کے لئے سوال بھیج کر رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: آج کل کے بچے والدین کی نافرمانی میں حد سے آگے بڑھ چکے ہیں جس وجہ سے اکثر والدین پریشان رہتے ہیں۔ اس حوالے سے رہنمائی فرمائیں۔ (دانیال۔ شاہ کوٹ)

جواب: پہلا وظیفہ: یَا شَہِیْدُ: اس وظیفہ کا ورد کرنے والا اگر نافرمان بیٹے یا غیر صالح بیٹی پر دم کرے اور دم کر کے پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو صالح بنا دیتا ہے۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد ۱۰۰ مرتبہ روزانہ کرنا ہے۔ اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں۔

دوسرا وظیفہ: یَا قَوِیُّ یَا مَتِیْنُ: اگر مذکورہ بالا دو اسماء یَا قَوِیُّ یَا مَتِیْنُ کو ملا کر ۱۰۰ مرتبہ پڑھنے کے بعد کسی نافرمان لڑکے یا لڑکی پر دم کیا جائے تو اس کی برکت سے ان کی اصلاح ہوجاتی ہے اور وہ نافرمانی سے باز آجاتے ہیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں۔

سوال: میرا آٹھ سالہ بچہ گذشتہ دو ماہ سے لاپتہ ہے، اس کی بازیابی کے لئے کوئی وظیفہ بتادیں۔ (محمد علی۔ فیصل آباد)

جواب: پہلا وظیفہ: یَا خَالِقُ: اس وظیفہ کو پانچ ہزار (۵۰۰۰) مرتبہ پڑھنے سے گمشدہ مال یا بچہ طوعاً و کرہاً مل جائے گا اسی طرح طویل عرصے سے غائب شخص یا کوئی چیز بھی مل جائے گی۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں۔

دوسرا وظیفہ: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ: اس وظیفہ کو صبح

وظائف و اوراد کرنے کی شرائط

ان وظائف و اوراد کے کرنے والے شخص پر لازم ہے کہ

☆ اللہ، اس کے رسول ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ اور اولیائے کرامؒ سے محبت و تکریم کرے۔

☆ ہمہ وقت طہارت اور وضو سے ہو۔

☆ نماز پنجگانہ کا پابند ہو۔

☆ زبان کو بری اور لغو باتوں سے محفوظ رکھے۔

☆ صدقہ و خیرات کی کثرت کرے۔

☆ اللہ کی مخلوق سے اپنے معاملات درست رکھے۔

☆ تقویٰ، امانت و دیانت اور اخلاقی اقدار کو اپنا کردار بنائے۔

☆ اللہ کے ذکر اور حضور ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کرے۔

☆ وقت، جان اور مال کی قربانی کے ذریعے اسلام کی خدمت کرے۔

وشام سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھیں۔ اس وظیفے کی برکت سے اللہ تعالیٰ گم شدہ اولاد، عزیز چیز یا مال کی واپسی کا سامان فرما دیتا ہے۔

سوال: بیٹیوں کے رشتے بارے کافی پریشانی ہے، اس حوالے سے کوئی وظیفہ تجویز فرمائیں۔ (رشید احمد۔ لاہور)

جواب: **یَا عَدْلُ** : بیٹی کا رشتہ نہ ملنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اسباب مہیا فرما دے گا اور بیٹیوں کے نصیب سمیت جمیع امور میں اللہ تعالیٰ اس شخص کی کفالت اپنے ذمہ لے لے گا۔ بعد نماز مغرب روزانہ اس وظیفہ سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد ۱۰۰ مرتبہ روزانہ کریں۔ اس وظیفہ کو حصول مراد تک جاری رکھیں۔

سوال: چند گھریلو اور کاروباری پریشانیاں درپیش ہیں ان مسائل کیلئے وظیفہ تجویز فرمائیں۔ (منیر۔ لیہ)

جواب: گھریلو پریشانی، دشمن کے حملے کا خوف، کاروباری نقصان کا اندیشہ اور عزت و ناموس کو خطرہ ہو تو اس کی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ (الانبیاء، ۲۱: ۸۳۔۸۴)

دونوں آیات دس بار پڑھیں پھر گیارھویں مرتبہ ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) درج ذیل آیت کی کریں:

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ جب تسبیح ختم ہو جائے تو پھر اول تا آخر دونوں آیتیں مکمل پڑھیں۔ اس وظیفہ کو ۷ دن، ۱۱ دن، یا ۴۰ دن تک جاری رکھیں۔

سوال: دشمن کے شر سے حفاظت کیلئے کس آیت کا ورد کروں رہنمائی فرمائیں۔ (شہر یار۔ ملتان)

جواب: جب دشمن کے نقصان پہنچانے کا اور حاسدوں کے شر کا، جان و مال اور عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو درج ذیل وظیفہ پڑھیں: فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (یوسف، ۱۲: ۶۴)

یہ وظیفہ ۱۰۰ بار پڑھیں اور اول و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ اس وظیفہ کی برکت سے دشمن اپنے عزائم میں ناکام ہو جائے گا، سازشیں دم توڑ جائیں گی اور اللہ کی طرف سے مدد و نصرت حاصل ہو گی۔ یہ وظیفہ سفر میں حفاظت کے لئے مفید ہے۔ اس وظیفہ کو ۴۰ دن تک یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

سوال: بعض لوگوں کے جھوٹے پراپیگنڈے پر غمگین ہو جاتا ہوں، اس حوالے سے صبر پر قائم رہنے کے لئے رہنمائی فرمائیں۔ (محمد زبیر۔ حافظ آباد)

جواب: اگر لوگوں کی طرف سے طعنہ زنی ہو، غیبت، جھوٹا پراپیگنڈا اور سازشیں ہوں۔ جس کی وجہ سے دل میں حزن و ملال اور غم و اندوہ کی کیفیت ہو یا کسی جانی، مالی اور جسمانی نقصان کی وجہ سے دل پر بوجھ ہو، غم ہو، بے صبری ہو تو اس صورتحال میں درج ذیل وظیفہ نہایت مفید و مؤثر ہے:

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝ (یوسف، ۱۲: ۱۸)

اس وظیفہ کو ۴۰ بار یا ۱۰۰ بار پڑھ کر صبح و شام دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس وظیفہ کو ۴۰ دن تک یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆

روزہ اور جدید سائنس

طبی، نفسیاتی اور روحانی اثرات

ایس ایم نور

جسم انسانی ایک حیاتیاتی مشین (Biological Machine)

جسم درحقیقت ایک مشین کی طرح ہے اسے ہم حیاتیاتی مشین (Biological Machine) کہہ سکتے ہیں کہ یہ حیاتیاتی مشین بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح دوسری مشینیں کام کرتی ہیں۔

انسانی مشین جسم کے تمام حصوں کو صحیح حالت میں رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہنے کے لئے توانائی، استعمال کرتی ہے تاکہ اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے۔ اس مشین کو بھی دیگر مشینوں کی طرح سرویسنگ (Servicing)، اوور ہالنگ (Over hauling) اور ٹیوننگ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس سے صحیح اعمال صادر ہوں اور ان اعمال کے اچھے اثرات جسم، اخلاق اور روح پر مرتب ہوں۔ اسی لئے اس مشین کے خالق نے روزہ فرض کیا تاکہ اس کا جسم پاک وصاف رہے اور اس کے اعمال پاک وصاف ہوں جس سے وہ اخلاقی ونفسیاتی اور روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکے گا اور جس طرح موٹر کی روح رواں پٹرول ہے اسی طرح انسانی جسم کی روح رواں اس کی غذا ہے جو پٹرول کی طرح جل کر جسم کو توانائی دیتی ہے۔ جس سے انسانی جسم نہ صرف کام کاج کرتا ہے بلکہ اس کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ روزہ ہمارے جسم میں موجود مختلف اعضاء اور نظام ہائے جسم پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

☆ مجموعی غذائیت میں اضافہ

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ روزے سے جسم میں کوئی نقص یا کمزوری واقع نہیں ہوتی کیونکہ روزہ رکھنے سے دو کھانوں کا درمیانی وقفہ ہی معمول سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور درحقیقت 24 گھنٹوں میں مجموعی طور پر اتنے حرارے (Calories) اور جسم کو مائع (پانی) کی اتنی مقدار مل جاتی ہے جتنی روزے کے علاوہ دنوں میں ملتی ہے مزید برآں یہ بھی ایک حقیقت اور مشاہدہ ہے کہ لوگ رمضان میں پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ استعمال کرتے ہیں اس حقیقت کے پیش نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی غذائیت (حرارے) عام دنوں کے مقابلے میں جسم کو اکثر زیادہ تعداد میں ملتے ہیں اس کے علاوہ جسم فاضل مادوں کو بھی استعمال کرکے توانائی کی ضرورت پوری کرتا ہے۔

☆ جسم کی قوت مدبرہ

حقیقت یہ ہے کہ قدرتی علاج کی ہر صورت اس حقیقت پر مبنی ہے کہ قدرت کاملہ نے جسم کے اندر قوت مدبرہ

پیدا کی ہے جسے آپ جسم کا ''دفاعی نظام'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ قوت مدبرہ کسی خاص تدبیر کے بغیر ہر وقت قوتوں کی حفاظت پر مامور رہتی ہے۔ قدرتی علاج کی صورت میں وہ تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جو قوت مدبرہ کو مدد دینے والی ہوں اوران باتوں سے بچنا چاہئے جو اسے کمزور کردیں۔ قوت مدبرہ کو مدد دینے والی تدبیروں میں سے ایک تدبیر کھانے پینے کا ترک کرنا ہے۔ ترک غذا سے بدن کی وہ قوت جو غذا ہضم کرنے میں ہر وقت استعمال ہوتی رہتی تھی اب جمع ہونے لگتی ہے ہے اور قوت مدبرہ کے ساتھ مل کر امراض کو بدن سے نکالنے میں مصروف جاتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ روزہ میں شفا بخشی کی زبردست صلاحیت ہے۔

☆ دل پر مثبت اثرات

دن میں روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہوجاتی ہے۔ یہ اثر دل کو نہایت فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ خلیوں کے درمیان (Inter Celluler) مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں (Epithelial) ''اپی تھیلیل سیل'' کہتے ہیں اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے آرام اور سکون ملتا ہے۔ جس سے ان کی صحت مندی میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح سے ٹشو یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ پٹھوں پر یہ ڈائسٹالک دباؤ (Diastolic) دل کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ روزے کے دوران ڈائسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ (Rest) کی صورت میں ہوتا ہے مزید برآں آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائپرٹینشن (Hyper Tension) کا شکار ہے۔ رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈائسٹالک پریشر کو کم کرکے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ روزے کا سب سے اہم اثر دوران خون پر خون کی شریانوں پر مرتب ہوتا ہے۔ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے (Remnants) کا پوری طرح تحلیل نہ ہوسکنا ہے جبکہ روزے میں بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہوچکے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جم نہیں پاتے۔ یوں شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں میں سے ایک بیماری شریانوں کی دیواروں کی سختی (Arteriosclerosis) ہے۔ جس سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے چونکہ روزے کے دوران گردے جو نظام دوران خون ہی کا ایک حصہ سمجھے جاسکتے ہیں آرام کی حالت میں ہوتے ہیں اس لئے جسم کے ان اعضاء کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال ہوجاتی ہے۔

☆ دل کے دورے سے بچاؤ

دل کے دورے کے اسباب میں موٹاپا، مسلسل پریشانی، چربی کی زیادتی، ذیابیطس، بلڈ پریشر اور سگریٹ نوشی شامل ہیں۔ ان تمام وجوہات کا خاتمہ کرکے انسان کو دل کے دوروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح دل کے اکثر مریضوں کے لئے بھی روزہ اس طرح بھی بہت ہی فائدہ بخش ہے کہ عام دنوں میں دل کی طرف سے جسم کو مہیا کئے جانے والے خون کا دس فیصد غذا کو ہضم کرنے کے لئے اعضاء جسم میں چلا جاتا ہے جبکہ روزہ کے دوران ترک غذا اور نظام انہضام کے کم عمل کی وجہ سے خون کی یہ مقدار جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی اس کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دل کو کام تو بہت کم کرنا پڑتا ہے اور آرام بہت زیادہ۔

☆ جسم اور دماغ میں ہم آہنگی

اردن کے یونیورسٹی ہاسپٹل کے ڈاکٹر سلیمان نے دوران رمضان 42 مردوں اور 26 خواتین کا مشاہدہ کیا۔ ان کا وزن اوسطاً دو کلوگرام کم ہوگیا، تہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر عزیز کی ریسرچ کے مطابق رمضان کے دوران عام افراد میں 4 کلوگرام تک وزن میں کمی نوٹ کی گئی۔

Slimming Centers میں جانے والوں میں عام مشاہدہ کیا گیا ہے کہ فاقوں (Dieting) کے بعد ان کا وزن دوبارہ بڑھ جاتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دماغ کا حصہ جسے Hypothalamus کہتے ہیں انسان کے وزن کو کنٹرول کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص فاقے کرتا ہے تو فاقوں کے بعد یہ حصہ تیزی سے عمل کرتا ہے اور وزن دوبارہ بڑھ جاتا ہے۔ روزے کے دوران حیرت انگیز طور پر یہ حصہ تیزی سے کام نہیں کرتا کیونکہ روزہ ایک روحانی عمل ہے۔ جس میں جسم اور دماغ دونوں کے درمیان ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وزن دوبارہ نہیں بڑھتا جبکہ غیر معمولی طور پر دبلے پتلے افراد بھی روزہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ شروع میں تو ان کا وزن کچھ اور کم ہوجائے گا لیکن جب وہ 30 دن کا دورانیہ ختم کرنے کے بعد معمول کے مطابق کھانا پینا شروع کردیں گے تو ان کا وزن پہلے سے بھی بڑھ جائے گا۔

☆ تازہ خون بننا

روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہوجاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کرسکتے ہیں۔ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے یہ ہڈی کے گودے کے لئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کردیتا ہے جس سے باآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہوسکے۔

☆ خون کے خلیات

خون میں سرخ ذرات کی تعداد زیادہ اور سفید ذرات کی تعداد کم پائی جاتی ہے۔

ماہرین کے مطابق روزہ میں حرارت جسمانی گر جاتی ہے لیکن جب اصلی بھوک عود کر آتی ہے تو حرارت جسمانی اصلی حالت کی طرف مائل پائی جاتی ہے۔ اسی طرح جب روزہ کھولا جاتا ہے اور غذا استعمال ہوتی ہے تو حرارت جسمانی کسی قدر بڑھ جاتی ہے۔ روزہ رکھنے کے بعد خون کا تصفیہ جاری ہوجاتا ہے۔ قلت الدم (ہیمیا) کی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خون کے سرخ خلیات کی تعداد میں ترقی ہوجاتی ہے۔ ایک مشاہدہ کے مطابق صرف 12 دن کے روزوں کے تسلسل کی وجہ ہے کہ خون کے خلیات کی تعداد ۵ لاکھ سے بڑھ کر ۳۲ لاکھ تک پہنچ گئی۔

☆ حواس خمسہ پر روزے کا اثر

حواس خمسہ پر روزے کا حیرت انگیز اثر پڑتا ہے۔ بینائی میں نمایاں اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہی حالت سونگھنے اور سننے کی قوتوں کی ہوتی ہے اور یہ قوتیں ایسی تیز ہوجاتی ہیں کہ اس تیزی کی مثال گذشتہ عمر میں نہیں ملتی۔ اکثر لوگ دیکھے گئے ہیں کہ علاج بالصوم سے پہلے چشمہ استعمال کرتے تھے لیکن روزہ کے بعد ان کی بینائی صاف اور روشن ہوگئی۔ بعض اوقات تو روزہ سے نابینا آنکھیں روشن ہوگئیں۔ سننے کی قوت معمول سے زیادہ بڑھ گئی۔ اکثر لوگوں کا بہرا پن اور کانوں کا بھاری پن دور ہوگیا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کانوں کے اندرونی حصے میں انجماد خون رفع ہوجاتا ہے اور ہوا کی گزرگاہ وسیع ہوجاتی ہے اور اس

طرح کان کے پردوں پر ہوا کا مناسب دباؤ پڑتا ہے۔ اسی طرح قوت ذائقہ کی تمام خرابیاں روزہ سے دور ہوجاتی ہیں۔

☆ زبان پر روزے کا اثر

روزے کا اثر زبان پر بھی دیکھا گیا ہے عام طور پر خیال ہے کہ اگر مریض کی زبان صاف ہو تو یہ اس کی تندرستی کی علامت ہے۔ اگر زبان صاف نہ ہو اور اس پر کوئی تہہ چڑھی ہوئی ہو تو انسان کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ روزہ نے یہ نظریہ بالکل غلط ثابت کیا ہے چنانچہ زبان کا صاف ہونا اور ایک تہہ کا چڑھا ہونا زبان کے صاف ہونے کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور تندرستی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ یہ حقیقت اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ زبان کیسی ہی صاف کیوں نہ ہو لیکن روزہ کے بعد اس پر ایک تہہ چڑھ جاتی ہے اور روز بروز یہ تہہ موٹی ہوتی جاتی ہے جن لوگوں کو علاج بالصوم کا تجربہ ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ روزہ کے پہلے دن مریض کا حال اتنا بہتر نہیں ہوتا جتنا روزوں میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد ہوتا ہے۔ روزہ کی حالت میں قوت مدبرہ بدن کے تمام فاضل مادوں کو خارج کرتی ہے۔ لہٰذا زبان پر جو تہہ چڑھ جاتی ہے یہ بدن کی فاضل رطوبتوں کی ہوتی ہے اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ بدن کی فاضل رطوبات خارج ہورہی ہیں اور جسم تندرستی کی طرف رواں ہے۔

☆ نظام انہضام اور جگر پر مثبت اثرات

روزہ سارے نظام ہضم پر ایک ماہ کا آرام طاری کردیتا ہے مگر درحقیقت اس کا حیران کن اثر بطور خاص جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کھانا ہضم کرنے کے علاوہ پندرہ مزید اعمال بھی سرانجام دیتا ہے جس بناء پر یہ تھکان کا شکار ہوجاتا ہے۔

دوسری طرف روزہ کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے یہ روزہ کے بغیر قطعی ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی اگر معدہ میں داخل ہوجائے تو پورے نظام انہضام کا کمپیوٹر اپنا کام شروع کردیتا ہے اور جگر فوراً مصروف عمل ہوجاتا ہے۔ سائنسی نقطہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ تو لازمی ہونا چاہئے۔ جگر پر روزہ کی برکات میں سے ایک وہ ہے جو خون کے کیمیائی عمل پر اس کی اثر اندازی سے متعلق ہے۔ جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں ایک کام اس توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے۔ اسے یا تو ہر لقمے کو اسٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے اسے ہضم ہوکر تحلیل ہوجانے کے عمل کی نگرانی کرنا ہوتی ہے۔ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانے کے اسٹور کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہوجاتا ہے۔ اس طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبلن (Globlin) (جو جسم کے محفوظ رکھنے والے Immune System کو تقویت دیتا ہے) کی پیداوار پر صرف کرسکتا ہے۔ روزے کے ذریعے گلے اور خوراک کی نالی کے بے حد حساس اعضاء کو بھی آرام نصیب ہوتا ہے۔

☆ پھیپھڑوں کی صفائی

پھیپھڑے براہ راست خون کو صاف کرتے ہیں اور اس لئے ان پر براہ راست روزے کے فوائد کا اثر ہوتا ہے۔ اگر پھیپھڑوں میں خون منجمد ہو تو روزے کی وجہ سے بہت جلد یہ شکایت رفع ہوجاتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا کی نالیاں صاف ہوجاتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ کی حالت میں پھیپھڑے فضلات کو بڑی تیزی کے ساتھ خارج کرتے ہیں۔ اس سے خون اچھی طرح صاف ہونے لگتا ہے اور خون کی صفائی سے تمام نظام جسمانی میں صحت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

☆ روزہ اور شوگر کا مرض

شوگر کے حوالے سے علامہ اقبال میڈیکل کالج کے پرنسپل پروفیسر محمود علی ملک کا کہنا ہے کہ جو مریض خوراک یا

گولیوں سے علاج کررہے ہیں ان کے لئے اس مرض کا بہترین علاج خوراک کم لینا ہے۔ روزہ اس کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے اب مغربی ممالک میں ڈاکٹر علاج کے لئے فاقہ کا مشورہ دیتے ہیں۔ اگر سحرو افطار کے وقت بے تحاشا خوراک نہ کھائی جائے تو روزہ شوگر کے کنٹرول میں بے حد موثر ہے اب دن میں ایک مرتبہ کھانے والی ادویات موجود ہیں۔ لہذا شوگر کے مریض بآسانی روزہ رکھ سکتے ہیں۔

☆ روزہ اور کینسر کی روک تھام

حال ہی میں کی گئی تحقیق کے نتیجے میں یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ روزہ کینسر کی روک تھام کرتا ہے۔ یہ جسم میں کینسر کے خلیوں کی افزائش کو روکتا ہے۔ روزے کی حالت میں گلوکوز کم ہوتا ہے اور جسم توانائی حاصل کرنے کے لئے چربی کا استعمال کرتا ہے۔ اس عمل میں Ketone Bodies بھی پیدا ہوتی ہیں جو پروٹین کو چھوٹے ذرات میں تقسیم ہونے کے عمل کو روکتی ہے کینسر کے خلیوں کو اپنی نشوونما کے لئے پروٹین کے چھوٹے ذرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ روزے کی حالت میں یہ ذرات کم پیدا ہوتے ہیں لہذا کینسر کی روک تھام ہوتی ہے۔

☆ مزاج واخلاق پر اثرات

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص تم میں سے گرہستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ وہ نگاہ نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے اور جو شخص طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کے حق میں شہوت کو کم کرنے والا ہوتا ہے''۔

Finland کے Huhtaniami سائنسدان کے تجربوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روزے سے Gonodotrophin Receptor Releasing Harmone کی مقدار کم ہوجاتی ہے اسی طرح Luteinizing Harmone (L.H) اور Follicle Stimulate Harmone (FSH) کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ ان ہارمونز کے بڑھ جانے یا کم ہوجانے سے انسان کی مزاج اور سوچنے کی صلاحیت (ذہنی صلاحیت) پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ (LH) اور (FSH) قوت محرکہ کے کم ہونے سے آدمی کی جنسی بھوک کم ہوجاتی ہے اور سوچنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے جو اس کی اخلاقی، نفسیاتی اور روحانی ترقی کا باعث ہے۔

سحر خیزی اور رزق میں برکت

سحری کھانا سنت نبوی ﷺ ہے اور یہ وقت تہجد گزاری کا بھی ہے اور موجودہ نو دریافت حکمتوں کے لحاظ سے تمام حیات بخش شعاعوں کا (Life Giving Rays) نزول صبح صادق سے ہی ہونے لگتا ہے یہ شعاعیں نہ صرف حیات بخش ہیں بلکہ دل و دماغ کے مراکز کو فراست و توانائی سے بھی سرفراز کرتی ہیں۔ اس لئے حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''صبح کو سونا روزی کو کم کردیتا ہے''۔

☆ تراویح وسماعت قرآن

تراویح وسماعت قرآن مجید کی طرف توجہ سے اور طویل قیام رکوع وسجود کی وجہ سے روحانی کیفیت پیدا ہوتی

ہے اور منظم جسمانی حرکت (Physio Therapy) کے مسلسل وجود میں آتے رہنے سے انسانی قلب و دماغ میں وقفہ وقفہ سے جذبات روحانی کے ساتھ خون کی جولانی، سینکڑوں قلبی اور دماغی کمزوریوں کو دور کرنے کا باعث ہے۔

☆ قوت ارادی میں اضافہ

ہر سلیم الفطرت آدمی اچھی اور بری چیز کو جانتا ہے لیکن بہت سے لوگوں کے ارادے کی کمزوری پر خطر لذت کوشی کا سبب بنتی ہے۔ خواہشات کا طوفان روکنے کے لئے ارادے کی پختگی بہت ضروری ہے۔ روزہ ارادے کی تقویت کے لئے بہترین عملی مشق ہے۔ آدمی کا دیر تک کھانے پینے سے رکا رہنا اسے محنت و مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتا ہے۔ جرمنی کے سکالر، ''جیہارڈٹ'' نے قوت ارادہ پر ایک کتاب لکھی ہے اور انہوں نے روزے کو قوت ارادی پیدا کرنے کے لئے ایک بنیادی عمل قرار دیا۔ اس کے ذریعے ابھرنے والی خواہشات پر قابو حاصل ہوتا ہے۔ نیز اس کی سالانہ تکرار سے ارادے کی کمزوری سے حفاظت ہوتی ہے، پختگی حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کی مثال دی جنہوں نے سگریٹ نوشی چھوڑی۔ لہذا اگر ڈاکٹر صاحبان صرف نشہ چھڑانے کے لئے بھی مریض کو روزہ رکھوائیں تو اس سے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوسکتے ہیں کیونکہ اس سے تو سبھی لوگ آگاہ ہیں کہ عادی سگریٹ نوش بھی روزے کی حالت میں دن بھر میں تقریباً چودہ گھنٹے تو سگریٹ نہیں پیتا۔ اس طرح ایک ایسا ڈسپلن وجود پاتا ہے جس سے ہر قسم کے نشے سے جان چھڑائی جاسکتی ہے۔

☆ نفسیاتی امراض

روزے کے فوائد خالص نفسیاتی نوعیت کے عارضوں میں بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اگر آپ نے کسی دن کھانے میں بداحتیاطی کی ہو تو آپ کو اس بات کا ضرور تجربہ ہوگا کہ خواب میں آپ کو پریشان کن چیزیں اور خوفناک مناظر نظر آتے ہیں۔ کام کی طرف سے طبیعت اچاٹ ہونے لگتی ہے چنانچہ یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ روزہ نفسیاتی عوارض کو بھی دور کرتا ہے۔ اوہام و افکار، ہسٹیریا، مالیخولیا اور مراق جو بدن کے سمی مادوں کی وجہ سے پیدا ہوں ان میں روزہ نہایت مفید ہے۔ ان امراض میں سے امراض غدود کو بھی روزہ دور کرتا ہے اور صحت بحال ہوتی ہے۔ اسی طرح قولون کے مریضوں کو روزہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور الرجک کے بعض امراض میں بھی روزہ مفید ہے۔ وہ دیوانگی جو خون میں زہریلے مواد مل جانے سے پیدا ہو روزہ سے دور ہوجاتی ہے کیونکہ روزہ خون کو صاف کردیتا ہے اور جسم سے زہریلے مادوں کو خارج کرتا ہے۔ اگر دماغ کو کوئی صدمہ پہنچے جس سے اس کے اعمال میں خلل واقع ہو تو روزہ نہایت ضروری ہے۔ ایسی حالت میں اس وقت تک روزے رکھے جائیں جب تک دماغی حالت درست نہ ہوجائے اور حواس خمسہ صحیح طور پر کام نہ کرنے لگیں۔

☆ اعصابی نظام میں توازن

اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزے کے دوران چند لوگوں میں پیدا ہونے والا چڑ چڑا پن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی صورتحال ان انسانوں کے اندر انانیت (Egoistic) یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔ عبادات کی بجاآوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کردیتی ہے۔

☆ روح کی غذا

یہ ایک دلچسپ صورتحال ہے جسے مادہ پرست ذہن نہیں سمجھ سکتا۔ جسم کی غذا لحمیات، روغنیات، حیاتین، نشاستہ، شکر وغیرہ پر مشتمل گوشت، مچھلی، انڈہ، روٹی، چاول، دودھ اور سبزی پھل وغیرہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ جس سے وہ اپنی ضرورت کے مطابق اور بعض اوقات زیادہ کھا کر زائد از ضرورت توانائی حاصل کرتا ہے اور پرورش پاتا ہے۔ گویا جسم کی خوراک یہ سب کچھ کھانا ہے لیکن اس کے برعکس روح کی خوراک روزہ رکھنا یا بھوکا رہنا ہے۔ گویا بھوکا رہنا روح کی غذا ہے۔ بھوک کی مدت جتنی لمبی ہوتی ہے، روح کے لئے اتنی ہی زیادہ طاقت کا باعث بنتی ہے۔ بظاہر یہ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ بھوک روحانی اور نورانی خوراک ہے کیونکہ مادی خوراک سے مادی قوت پیدا ہوتی ہے جو شہوانی نشے اور خمار کی شکل میں رگ رگ میں دوڑ جاتی ہے اور انسان کو بندہ ہوس بنا دیتی ہے وہ تسکین ہوس کے لئے ایسی بے ہودہ تدبیریں سوچنے اور وحشیانہ حرکتیں کرنے لگتا ہے جو واہیات، مکروہ اور اخلاق سوز ہی نہیں بلکہ خلاف انسانیت بھی ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس بھوک سے جسم نڈھال ہوجاتا ہے کوئی شہوت انگیز قوت جنم نہیں لیتی اور نہ ہی طبیعت پر کوئی خمار طاری ہوتا ہے۔ جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور اس پر کسل مندی اور تھکاوٹ طاری ہوجاتی ہے۔ وہ نقاہت، ناتوانی اور انتہائی کمزوری محسوس کرتا ہے اور گناہ کے لئے دل میں کوئی امنگ اور جذبہ نہیں پاتا۔ یہی کیفیت وہ خوراک ہے جو روح کو تازگی اور توانائی بخشتی ہے اور اسے قوت و طاقت کا پہاڑ اور عظمت کا آسمان بنا دیتی ہے۔ اس بھوک کا دورانیہ جتنا لمبا ہو اسی قدر یہ خوراک بھی زیادہ اعجازی اثر کی حامل (Highpotency) اور قوی ہوجاتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁